بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات حضرت نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کے نام

مکتوب نمبر ۱۔ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از طرف عایذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ باخویم محمد علی خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ اس عاجز نے جو بیعت حالت پرمعصیت سے کیونکر رستگاری ہو کے لئے لکھا تھا۔ وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جواب میں واجب سمجھ کر تحریر ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کا پہلا خط اس سوال پر متضمن تھا۔ کہ پُرمعصیت حالت سے کیونکر رستگاری ہو۔ سو جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس عاجز پر القا کیا تحریر میں آیا۔ اور فی الحقیقت جذبات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز

اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاکپائے محبان الٰہی ہو جائے اور بصدق ارادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے جس کی روح کو روشنی بخشی جاوے تا اسی کے چشمۂ صافیہ سے اس فردماندہ کو زندگی کا پانی پہونچے۔ اور اس ترو تازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لاوے۔ غرض آپ نے پہلے خط میں نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تھی۔ سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تھا۔ جس کو سعید آدمی بصد شکر یہ قبول کرے گا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ معلوم نہیں کہ ابھی کیا کیا دیکھنا ہے۔ اور کیا کیا ابتلا در پیش ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں شیعہ ہوں اس لئے بیعت نہیں کر سکتا۔ سو آپ کو اگر صحبت فقراء کاملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجھ لیں۔ کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ شخص پر محدود ہو کر آئندہ قرب الٰہی کے دروازوں پر مہر لگ جائے تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھیرتی ہے۔ اور اسلام ایک ایسا گھر ویران اور سنسان ماننا پڑتا ہے۔ جس میں کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہیں۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمام برکتوں اور امامتوں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے۔ اور آئندہ کے لئے وہ راہیں بند ہیں۔ تو خدائے تعالیٰ کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا۔ گویا وہ جیتے ہی مر گئے۔ اور ان کے ہاتھ میں بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز دار بات نہیں۔ اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدہ کو سچ مانتے ہیں۔ تو پھر کیوں پنج وقت نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔

فیضانِ الہام کا دروازہ کھلا ہے

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

کیونکہ اس دعا کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ اے خدائے قادر ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا۔ پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے۔ کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار میں بھیجا ہے۔

اگر یہی کھلا نہیں تو پھر اسلام میں فضیلت کیا ہے

یہ تو سچ ہے۔ کہ بارہ امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ کمالات میں ان کے برابر ہونا ممکن نہیں۔

خدائے تعالیٰ کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ اور کھلے رہیں گے۔ اور جس دن اسلام میں یہ برکتیں نہیں ہوں گی۔ اس دن قیامت آجائے گی۔ خدائے تعالےٰ ہر ایک کو راہ راست کی ہدایت کرے۔

پرانا عقیدہ ایسا مؤثر ہوتا ہے۔ کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے۔ اور اس سے کوئی انسان بغیر فضل خدا تعالےٰ نجات نہیں پا سکتا۔ ایک آدمی آپ لوگوں میں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہے۔ کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو خیال آتا ہے۔ کہ اس کی آزمائش کروں۔

براہین حصہ پنجم | کتاب براہین احمدیہ کا اب تک حصہ پنجم طبع نہیں ہوا ہے۔ امید

کہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے جلد سامان طبع کا پیدا ہو جائے۔ صرف کتاب کے چند نسخے باقی ہیں۔ اور بطور پیشگی دئے جاتے ہیں۔ اور بعد تکمیل طبع باقی انہی کو ملیں گے۔ جو اوّل خریدار ہو چکے ہیں۔ قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس روپیہ تک حسب مقدرت ہے۔ یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے۔ اور جس کو کم توفیق ہے وہ کم مگر بہر حال پچیس روپیہ سے کم نہ ہو اور نادار کو مفت للہ ملتی ہے۔ آپ جس صیغہ میں چاہیں لے سکتے ہیں۔ اور چاہیں تو مفت بھیجی جاوے۔ والسلام۔

احقر عباد اللہ غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شاہزادہ حیدر ۲۷ اگست ۱۸۹۰ء

مکتوب نمبر ۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت اخویم عزیزی خانصاحب محمد علی خان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عنایت نامہ متضمن بہ دخول در سلسلہ بیعت این عاجز موصول ہوا۔ دعا ثبات و استقامت درحق آں عزیز کی گئی۔

ثبتکم علی التقویٰ والایمان وافتح لکم ابواب الخلوص والمحبۃ والفرقان آمین ثم آمین

اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تک وسعت و طاقت ہو اس پر پابند ہوں۔ اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ سے مدد چاہتے رہیں اپنے رب کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھیں۔ اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں۔

یاد موت

جس دن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہو جانا نہایت یقینی ہے۔ اس کو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو۔ کہ گویا تیار ہو۔ کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور گھڑی کس وقت آجائے گی۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو۔ اور اس سے ڈرتے رہو۔ جس کے تصرف میں سب کچھ ہے۔ جو شخص قبل از بلا ڈرتا ہے۔ اس کو امن دیا جائے گا۔ کیونکہ جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے دکھوں میں ڈالا جائے گا۔ جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کے حکموں کی عزت کرتا ہے۔ پس اس کو عزت دی جائے گی۔ جو شخص نہیں ڈرتا اس کو ذلیل کیا جائے گا۔ دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے۔

دعا کی حقیقت اور رموز

بے وقوف وہ شخص ہے جو اس سے دل لگا دے۔ اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ تا غیب سے قوت پاؤ۔ دعا بہت کرتے رہو۔ اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے۔ کچھ بھی چیز نہیں۔ جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ۔ اور اپنی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنےٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو

اے رب العالمین! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کرسکتا۔
تو نہایت رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر

احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے
دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔
اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا۔
جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ
اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ تیرا غضب مجھ پر وارد
ہو۔ رحم فرما اور دین و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک
فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی اس بیعت کی کسی کو خبر نہیں دی گئی۔ اور بغیر آپ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن مناسب ہے کہ اس اخفا کو صرف اسی وقت تک رکھیں کہ جب تک کوئی اشد مصلحت درپیش ہو۔ کیونکہ اخفا میں ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا قولاً نصیحت للخلق ہے۔

آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہر ایک کام میں مددگار ہو۔ کہ بغیر اس کی مدد کے انسانی طاقتیں ہیچ ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ۔

نوٹ:۔ اس خط کی تاریخ تو معلوم نہیں۔ لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے نواب صاحب کو بیعت کی تحریک فرمائی تھی۔ مگر اسوقت وہ اس کے لئے تیار نہ تھے۔ اور اپنی جگہ بعض شکوک ایسے رکھتے تھے۔ جو مزید اطمینان کے لئے رفع کرنے ضروری تھے۔ جب وہ شکوک رفع

ہوئے۔ تو انہوں نے تامل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں نواب صاحب کے ایک خط کا اقتباس دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

ابتدا میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا۔ لیکن صرف اس قدر کہ آپ اور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤید نہیں ہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارے میں مجھ کو نہ اقرار تھا نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا۔ اور ان پر غالب نہ ہو سکا تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ یہ سب جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ تب میں نے بطور آزمائش آپ کی طرف خط و کتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی۔ اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودہانہ ملنے گیا۔ تو اس وقت میری تسکین خوب ہو گئی۔ اور آپ کو باخدا بزرگ پایا۔ اور بقیہ شکوک کو پھر بعد کی خط و کتابت میں میرے دل سے بکلی دھویا گیا۔ اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک ایسا شیعہ۔ جو خلفائے ثلاثہ کی کسر شان نہ کرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تب میں نے آپ سے بیعت کر لی۔ اب میں اپنے آپ کو نسبتاً بہت اچھا پاتا ہوں۔ اور آپ گواہ رہیں کہ میں نے تمام گناہوں سے

آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ مجھ کو آپ کے اخلاق اور طرز معاشرت سے کافی اطمینان ہے۔ کہ آپ ایک سچے مجدد اور دنیا کے لئے رحمت ہیں"

جیسا کہ پہلے خط سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس اگست ۱۸۹۰ء میں لودھانہ ہی تھے۔ اس لئے کہ وہ خط لودہانہ سے ہی حضرت نے لکھا ہے۔ پس ۱۸۹۰ء کی آخری سہ ماہی میں غالباً نواب صاحب کے شکوک وغیرہ صاف ہو گئے۔ اور آپ نے سلسلہ بیعت میں شمولیت اختیار کی۔ اگر میں صحیح تاریخ بیعت بھی معلوم کر سکا تو وہ کسی دوسری جگہ درج کر دی جائیگی۔

وباللہ التوفیق عرفانی

مکتوب نمبر ۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی عزیزی محبی نواب صاحب سردار محمد علی خانصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ آج کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو صحت بخشی اللہ جل شانہ آپ کو خوش رکھے۔ اور عمر اور راحت اور مقاصد دلی میں برکت اور کامیابی بخشے۔ اگرچہ حسب تحریر مرزا خدابخش صاحب آپ کے مقاصد میں سخت پیچیدگی ہے۔ مگر ایک دعا کے وقت کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے پاس موجود ہیں۔ اور ایک دفعہ گردن اونچی

نواب صاحب کے متعلق کشف

ہو گئی اور جیسے اقبال اور عزت کے بڑھنے سے انسان اپنی گردن کو خوشی کے ساتھ ابھارتا ہے۔ ویسی ہی صورت پیدا ہوئی۔ میں حیران ہوں کہ یہ بشارت کس وقت اور کس قسم کے عروج سے متعلق ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ظہور کا زمانہ کیا ہے۔ مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ کسی وقت میں کسی قسم کا اقبال اور کامیابی اور ترقی عزت اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کے لئے مقرر ہے۔ اگر اس کا زمانہ نزدیک ہو یا دور ہو سو میں آپ کے پیش آمدہ ملال سے گو پہلے غمگین تھا۔ مگر آج خوش ہوں۔ کیونکہ آپ کے مآل کار کی بہتری کشفی طور پر معلوم ہو گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آسمانی فیصلہ کے لئے مامور میں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں۔ اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے میں نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔ متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ آں محب بوجہ ضعف و نقاہت ایسے متبرک جلسہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس حالت میں مناسب ہے۔ کہ آں محب اگر حرج کار نہ ہو۔ تو مرزا خدا بخش صاحب کو روانہ کر دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر (۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پیارے دوست نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں مجھ کو ملا۔ جس کو میں نے تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑھا۔ میری نظر میں طلب ثبوت اور استکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ سعیدوں کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ ورطہ مذبذبات سے نجات پانے کے لئے حل مشکلات چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ عاجز آپ کے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہیں ہوا۔ بلکہ نہایت خوش ہے۔ کہ آپ میں سعادت کی وہ علامتیں دیکھتا ہوں جس سے آپ کی نسبت عرفانی ترقیات کی امید بڑھتی ہے۔

مباہلہ سے قطعی انکار نہیں کیا | اب آپ پر یہ واضح کرتا ہوں۔ کہ میں نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا۔ اگر امر متنازعہ فیہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ جائز ہو تو میں سب سے پہلے مباہلہ کے لئے کھڑا ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں ہرگز مباہلہ جائز نہیں۔ جب کہ فریقین کا یہ خیال ہو کہ فلاں مسئلہ میں کسی فریق کی اجتہادی یا فہم یا سمجھ کی غلطی ہے۔ کسی کی طرف سے عمداً افترا

مباہلہ کی حقیقت | یہ دروغ باقی نہیں۔ کیونکہ مجرد ایسے اختلافات ہیں۔

جو قطع نظر مصیبت یا مخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق پر مبنی ہیں۔ مباہلہ جائز ہوتا ۔ اور خدائے تعالیٰ ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مخطی پر عندالمباہلہ عذاب نازل کرتا۔ تو آج تک تمام اسلام کا روئے زمین سے خاتمہ ہو جاتا۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے ۔ کہ جو فریق حق پر نہیں اس پر بلا نازل ہو۔

اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ اجتہادی امور میں مثلاً کسی جزئی میں حنفی حق پر نہیں اور کسی میں شافعی حق پر اور کسی میں اہل حدیث اب جب کہ فرض کیا جائے۔ کہ سب فرقے اسلام کی جزئی اختلاف کی وجہ سے باہم مباہلہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ اس پر جو حق پر نہیں عذاب نازل کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اپنی اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقے اسلام کے روئے زمین سے نابود کئے جائیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ جس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے۔ کیوں کر جائز ہوگا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے نزدیک جزئی اختلافات کی وجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمیں یہ تعلیم نہ دیتا ربنا اغفر لنا ولاخواننا یعنی اے خدا ہماری خطا معاف کر اور ہمارے بھائیوں کی خطا بھی عفو فرما۔ بلکہ مصیبت اور مخطی کا تصفیہ مباہلہ پر چھوڑتا۔ اور ہمیں ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ کی رغبت دیتا لیکن ایسا ہرگز نہیں

اگر اس امت کے باہمی اختلافات کا عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری ہے تو

پھر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے لئے دشمنوں کی نظر میں اس سے بہتر کوئی حکمت نہیں ہوگی۔ کہ ان تمام جزئیات مختلف میں مباہلہ کرایا جائے۔ تا ایک ہی مرتبہ سب مسلمانوں پر قیامت آجائے۔ کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا۔ اور کوئی کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہوگا۔ وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی فرقہ بھی خالی نہیں۔

مباہلہ کس صورت میں جائز ہے اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ سو واضح ہو کہ دو صورت میں مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعوےٰ رکھتا ہے۔ کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں۔ اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔

(۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے۔ کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا مثلاً یہ ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شراب خوار ہے۔ اور میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہونچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب نے کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے۔ کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ

طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ سو مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی روئیت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہادیہ ہو۔ اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے۔ تو یہ کوئی تعجب نہیں۔ بلکہ جہانتک اس کی سمجھ اور اس کا علم تھا۔ اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے۔ جو اپنے قول کی قطعی اور یقین پر بنار رکھکر دوسرے کو مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

پس انا نحن فیہ میں مباہلہ اس وقت جائز ہوگا۔ کہ جب فریق مخالف یہ اشتہار دیں کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر میں اس قسم کا مخطی نہیں سمجھتے۔ کہ جیسے اسلام کے فرقوں میں مصیب بھی ہوتے ہیں اور مخطی بھی۔ اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ ہم یقین کلی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہیں۔ اور ہم اس بات کے محتاج نہیں کہ یہ کہیں کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدائے تعالٰے جانتا ہے۔ بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی سب اصل حقیقت ہمیں معلوم ہو چکی ہے۔ اگر یہ لوگ اس قدر اقرار کریں۔ تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ علماء کا مشورہ اس میں لیا جاوے۔ وہ مشورہ نقصان علم کی وجہ سے طلب نہیں کیا گیا۔ صرف اتمام حجت کی

غرض سے طلب کیا گیا ہے ۔ سو اگر یہ مدعیان ایسا اقرار کر دیں ۔ کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے ۔ تو پھر کچھ حاجت نہیں کہ علماء سے فتویٰ پوچھا جاوے ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہیں کرتا ۔ وہ مباہلہ کس بنا پر کرنا چاہتا ہے ؟ مباہل کا منصب یہ ہے ۔ کہ اپنے دعوے میں یقین ظاہر کرے صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو ۔ مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ جو کچھ اس امر کے بارے میں خدائے تعالےٰ کو معلوم ہے ۔ وہی مجھ کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے ۔ تب مباہلہ کی بنیاد پیدا ہوتی ہے ۔ پھر یہ بات بھی ہے ۔ کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلغ کا وعظ بھی سن لینا ضروری امر ہے ۔ یعنی جو شخص خدائے تعالےٰ سے مامور ہو کر آیا ہے ۔ اسے لازم ہے کہ اوّل دلایل بینہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوے کی صداقت سمجھا دے اور اپنے صدق کی علامتیں ان پر ظاہر کرے پھر اگر اس کے بیانات کو سن کر اشخاص منکرین باز نہ آویں ۔ اور کہیں کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تو مفتری ہے ۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے ۔ یہ نہیں کہ ابھی نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا نہ کچھ سُنا پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے ۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی درخواست کی تو اسوقت کی تھی ۔ کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی ۔ مگر یہ عاجز کئی برس نہیں چاہتا ۔ صرف یہ چاہتا ہے کہ ایک مجلس علماء کی جمع ہو ۔ اور ان میں وہ لوگ بھی جمع ہوں جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں ۔ پہلے یہ عاجز انبیاء کے

میں مباہلہ کے لئے کیا چاہتا ہوں ۔

طریق پر بشرط نصیحت بجا لائے۔ اور صاف صاف بیان سے اپنا حق ہونا ظاہر کرے
جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے۔ تو درخواست کنندہ مباہلہ اٹھ کر یہ کہے
کہ وعظ میں نے سُن لیا۔ مگر میں اب بھی یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شخص کاذب
اور مفتری ہے۔ اور اس یقین میں شک و شبہ کو راہ نہیں بلکہ رؤیت کی طرح
قطعی ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے۔ کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے
وہ ایسا شک و شبہ سے منزہ ہے۔ کہ جیسے رؤیت تب اس کے بعد
مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے۔ تا
حجت پوری ہو جائے۔ کبھی سنا نہیں گیا۔ کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہیں کی۔
اور مباہلہ پہلے ہی شروع ہو گیا۔

غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہیں

مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالےٰ نے اس کو پسند کیا ہے۔ مباہلہ کی بنا یقین
پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و صواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے۔
تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔

یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک ازالۃ الاوہام کے اوراق مطبوعہ آپ کے
لئے طلب کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ابھی آپ کسی پر ان کو ظاہر نہ کریں۔ اسکا
مضمون اب تک امانت رہے۔ اگرچہ بعض مقاصد عالیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئے
اور یک جائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے۔ تا خدانخواستہ قبل از وقت طبیعت
سیر نہ ہو جائے۔ مگر آپ کے اصرار سے آپ کے لئے طلب کروں گا۔ چونکہ
میرا نوکر جس کے اہتمام اور حفاظت میں یہ کاغذات ہیں۔ اس جگہ سے

تین چار روز تک امرتسر جائیگا - اس لئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت میں پہونچیں گے - آپ کے لئے ملاقات کرنا ضروری ہے - ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہیئے - والسلام -

خاکسار غلام احمد -

نوٹ :- اس خط پر تاریخ نہیں ہے - لیکن ازالہ اوہام کی طبع کا چونکہ ذکر ہے - اس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا یہ مکتوب ہے - نواب صاحب قبلہ نے آپ کو مباہلہ کی درخواست منظور کرنے کے متعلق تحریک کی تھی - جو عبدالحق غزنوی وغیرہ کی طرف سے ہوئی تھی - اس کے جواب میں آپ نے یہ مکتوب لکھا - اس مکتوب سے آپ کی سیرۃ پر بھی ایک خاص روشنی پڑتی ہے - اور آپ کے دعاوی پر بھی جب مباہلہ کے لئے آپ کھڑے ہونے کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں - تو صاف فرماتے ہیں - کہ پہلے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر شرط نصیحت بجا لاوے اپنے سلسلہ کو ہمیشہ منہاج نبوت پر پیش کیا ہے - دوسرے آپ استکشاف حق کے لئے کسی سوال اور جرح کو برا نہیں مناتے - بلکہ سایل کو شوق دلاتے ہیں کہ وہ دریافت کرے - اس لئے کہ اسے آپ سعیدوں کی نشانی قرار دیتے ہیں

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سردار محمد علی خاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ مالہٗ ۲۸۱ روپیہ مرسلہ آں محب کل کی ڈاک میں مجھ کو مل گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ جس وقت آپ کا روپیہ پہونچا ہے۔ مجھکو اتفاقاً نہایت ضرورت درپیش تھی۔ موقعہ پر آنے کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ خداوندکریم وفادار اس خدمت للّٰہی کا آپ کو بہت اجر دے گا۔ واللہ یحب المحسنین

بشارت آج مجھ کو صبح کی نماز کے وقت بہت تضرع اور ابتہال سے آپ کے لئے دعا کرنے کا وقت ملا۔ یقین کہ خدائے تعالےٰ اس کو قبول کرے گا اور جس طرح چاہے گا اُس کی برکات ظاہر کرے گا۔ میں آپ کو خبر دے چکا ہوں کہ میں نے پہلے بھی بشارت کے طور پر ایک امر دیکھا ہوا ہے۔ گو میں ابھی اس کو کسی خاص مطلب یا کسی خاص وقت سے منسوب نہیں کرسکتا۔ تاہم بفضلہ تعالےٰ جانتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے کسی بہتری کی بشارت ہے۔ اور کوئی اعلیٰ درجہ کی بہتری ہے۔ جو اپنے مقررہ وقت پر ظاہر ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خدا کی قدرت کو کون دیکھتے ہیں۔ خداوند ذوالجلال کی جناب میں کوئی کمی نہیں۔ اُس کی ذات میں بڑی بڑی عجائب قدرتیں ہیں۔ اور وہی

لوگ ان قدرتوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ جو وفاداری کے ساتھ اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص عہد وفا کو نہیں توڑتا۔ اور صدق قدم سے نہیں ہارتا۔ اور حسن ظن کو نہیں چھوڑتا۔ اس کی مراد پوری کرنے کے لئے اگر خدا تعالیٰ بڑے بڑے محالات کو ممکنات کر دیوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسے بندوں کا اس کی نظر میں بڑا ہی قدر ہے۔ کہ جو کسی طرح اس کے دروازہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور شتاب باز اور بے وفا نہیں ہیں

سفر لاہور | یہ عاجز انشاء اللہ العزیز ۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء کو لاہور جائے گا۔ اور ارادہ ہے کہ تین چار ہفتہ تک لاہور رہے۔ اگر کوئی تقریب لاہور میں آپ کے آنے کی اسوقت پیدا ہو تو یقین کہ لاہور میں ملاقات ہو جائے گی۔

والسلام۔ راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ۹ جنوری ۱۸۹۲ء

مشفقی اخویم مرزا خدا بخش صاحب کو السلام علیکم

مکتوب نمبر ۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجّبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک ہفتہ سے بلکہ عشرہ سے زیادہ گذر گیا کہ آں محب کا محبت نامہ پہونچا تھا۔ چونکہ اس میں امور مستفسرہ بہت تھے۔ اور مجھے بباعث تالیف کتاب آئینہ کمالات اسلام نہایت درجہ کی کمی فرصت تھی۔ کیونکہ ہر روز

مضمون تیار کر کے دیا جاتا ہے - اس لئے میں جواب لکھنے سے معذور رہا - اور آپ کی طرف سے تقاضا بھی نہیں تھا - آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ آپ خالص محب ہیں - اور آپ کا استفسار سراسر نیک ارادہ اور نیک نیتی پر مبنی ہے - اس لئے بعض امور سے آپ کو آگاہ کرنا - اور آپ کے لئے جو بہتر ہے - اس سے اطلاع دینا ایک امر ضروری ہے - لہذا چند سطور آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں -

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے - تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں - اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے -

(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جل شانہ نے اجازت دے دی ہے - اور یہ خدائے تعالیٰ کے ارادہ سے آپکے ارادے کا توارد ہے - کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اول حال میں صرف اس لئے مباہلہ ناجائز تھا - کہ ابھی مخالفین کو بخوبی سمجھایا نہیں گیا تھا - اور وہ اصلی حقیقت سے سراسر ناواقف تھے - اور تکفیر پر بھی ان کا وہ جوشش نہ تھا - جو اس کے بعد ہوا - لیکن اب تالیف آئینہ کمالات اسلام کے بعد تفہیم اپنے کمال کو پہونچ گئی - اور اب اس کتاب کے دیکھنے سے ایک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے - کہ مخالف لوگ اپنی رائے میں سراسر خطا پر ہیں -

اس لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مباہلہ کی درخواست کو کتاب آئینہ کمالات اسلام
کے ساتھ شائع کروں۔ سو وہ درخواست انشاء اللہ القدیر پہلے حصے کے سا
ہی شائع ہوگی۔ اول دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں سے کیونکر مباہ
کیا جائے۔ کیونکہ مباہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا۔ اور مسلما
پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔ مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اسرار سے مجھ
کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور حکم شرع یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراو
اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہو تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ جو کا
ٹھہراتا ہے۔ اسی بناء پر مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ جو لوگ تجھ کو کافر ٹھہراتے
ہیں۔ اور انبیاء اور نساء رکھتے ہیں۔ اور فتویٰ کفر کے پیشوا ہیں اُن سے
مباہلہ کی درخواست کر۔

(۲) نشان کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے یہ بھی درست ہے درحقی
انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ جو زیرک اور ذکی ہیں۔ اور اپنے ا
قوت فیصلہ رکھتے ہیں۔ اور متخاصمین کی قیل وقال میں سے جو تقریر حق کی عظم
اور برکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس تقریر کو پہچان لیتی ہے
اور باطل جو تکلیف اور بناوٹ کی بدبو رکھتا ہے۔ وہ بھی اُن کی نظر سے پوشی
نہیں رہتا۔ ایسے لوگ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شناخ
کے لئے اس بات کے محتاج نہیں ہو سکتے کہ ان کے سامنے سوٹی کا سانپ
بنایا جائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے حاجتم
ہو سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے مفلوجوں اور مجذوبوں کو اچھے ہوتے

دیکھ لیں اور نہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے لوگوں نے کبھی معجزہ طلب نہیں کیا کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کوئی معجزہ دیکھ کر ایمان لائے تھے بلکہ وہ زکی تھے اور نور قلب رکھتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا تھا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے اس لئے خدا تعالےٰ کے نزدیک صدیق اور راستباز ٹھہرے انہوں نے حق کو دیکھا اور اُن کے دل بول اُٹھے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

دوسرے قسم کے وہ انسان ہیں جو معجزہ اور کرامت طلب کرتے ہیں اُن کے حالات خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں تعریف کے ساتھ بیان نہیں کئے اور اپنا غضب ظاہر کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جآءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون یعنی یہ لوگ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے ان کو کہہ دے کہ نشان تو خدا تعالےٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ پھر فرماتا ہے یوم یاتی بعض اٰیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل یعنی جب بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایمان لانا بے سود ہوگا اور جو شخص صرف نشان کے دیکھنے کے بعد ایمان لایا ہے اس کو وہ ایمان نفع نہیں دے گا پھر فرماتا ہے ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل لا املک

لنفسی ضراً ولا نفعاً الا ماشاء اللّٰہ لکل امۃ اجل الخ یعنی کافر کہتے ہیں کہ وہ نشان کب ظاہر ہوں گے۔ اور یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ سو ان کو کہہ دے کہ مجھے ان باتوں میں دخل نہیں۔ نہ میں اپنے نفس کے لئے ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا۔ مگر جو خدا چاہے۔ ہر ایک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ اور پھر اپنے رسول کو فرماتا ہے وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلماً فی السماء فتاتیھم بایۃ ولو شاء اللّٰہ لجمعھم علی الھدیٰ فلا تکونن من الجاھلین۔ یعنی اگر تیرے پر اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کا اعراض بہت بھاری ہے۔ سو اگر تجھے طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر یا آسمان پر زینہ لگا کر چلا جا۔ اور ان کے لئے کوئی نشان لے آ۔ اور اگر خدا چاہتا۔ تو ان سب کو جو نشان مانگتے ہیں ہدایت دیتا۔ پس تو جاہلوں میں سے مت ہو۔ اب ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کافر نشان مانگا کرتے تھے۔ بلکہ قسمیں بھی کھاتے تھے۔ کہ ہم ایمان لائیں گے۔ مگر جل شانہٗ کی نظر میں وہ مورد غضب تھے۔ اور ان کے سوالات بیہودہ تھے۔ بلکہ جل شانہ صاف صاف فرماتا ہے کہ جو شخص نشان دیکھنے کے بعد ایمان لاوے اس کا ایمان مقبول نہیں۔ جیسا کہ ابھی آیت لا ینفع نفساً ایمانھا تحریر ہو چکی ہے۔ اور اسی کے قریب قریب ایک دوسری آیت ہے اور وہ یہ ہے۔ ولقد جاءتھم رسلھم بالبینات فما کانوا لیومنوا

بما کذبوا من قبل کذالک یطبع اللّٰہ قلوب الکافرین یعنی پہلی امتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو ان نشانوں کو دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے - کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے - اسی طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے - جو اس قسم کے کافر ہیں جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے -

یہ تمام آیتیں اور ایسا ہی اور بہت سی آیتیں قرآن کریم کی جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے بالاتفاق بیان فرما رہی ہیں کہ نشان کو طلب کرنیوالے مورد غضب الٰہی ہوتے ہیں - اور جو شخص نشان دیکھنے سے ایمان لاوے اُس کا ایمان منظور نہیں - اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں - اول یہ کہ نشان طلب کرنے والے کیوں مورد غضب الٰہی ہیں - جو شخص اپنے اطمینان کے لئے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے یا نہیں - بظاہر وہ نشان طلب کرنے کا حق رکھتا ہے تا دھوکا نہ کھاوے - اور مردود الٰہی کو مقبول الٰہی خیال نہ کرلے -

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ تمام ثواب ایمان پر مترتب ہوتا ہے - اور ایمان اسی بات کا نام ہے کہ جو بات پردۂ غیب میں ہو - اُس کو قراین مرجحہ کے لحاظ سے قبول کیا جاوے - یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں - اور قراین موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اُس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں -

یہ تو ایمان کی حد ہے لیکن اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی شخص نشان طلب کرتا ہے تو وہ عند اللہ فاسق ہے اور اُسی کے بارے میں اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد اُس کو ایمان نفع نہیں دے گا یہ بات سوچنے سے جلد سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسان ایمان لانے سے کیوں خدائے تعالے کی رضامندی حاصل کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو ہم ایمانی طور پر قبول کر لیتے ہیں وہ بکلّ الوجود ہم پر مکشوف نہیں ہوتیں۔ مثلاً انسان خدائے تعالے پر ایمان لاتا ہے مگر اُس کو دیکھا نہیں۔ فرشتوں پر بھی ایمان لاتا ہے لیکن وہ بھی نہیں دیکھے۔ بہشت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہے اور وہ بھی نظر سے غائب ہیں محض حسن ظن سے مان لیتا ہے اس لیئے خدائے تعالے کے نزدیک صادق ٹھہر جاتا ہے اور یہ صدق اس کے لئے موجب نجات ہو جاتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ اور ملایک مخلوق خدائے تعالے کی ہے اُن پر ایمان لانا نجات سے کیا تعلق رکھتا ہے جو چیز واقعی طور پر موجود ہے اور بدیہی طور پر اُس کا موجود ہونا ظاہر ہے اگر ہم اُس کو موجود مان لیں۔ تو کس اجر کے ہم مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ ہم آفتاب کے وجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور زمین پر ایمان لائے کہ موجود ہے اور چاند کے موجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ دنیا میں گدھے بھی ہیں اور گھوڑے بھی اور خچر بھی اور بیل بھی اور طرح طرح کے پرند بھی تو کیا اس ایمان سے کسی ثواب کی توقع ہو سکتی ہے پھر کیا وجہ ہے

کہ جب ہم مثلاً ملایک کے وجود پر ایمان لاتے ہیں تو خدا ئے تعالےٰ کے نزدیک مومن ٹھیرتے ہیں اور مستحق ثواب بنتے ہیں اور جب ہم اُن تمام حیوانات پر ایمان لاتے ہیں جو زمین پر ہماری نظر کے سامنے موجود ہیں تو ایک ذرہ بھی ثواب نہیں ملتا حالانکہ ملایک اور دوسری سب چیزیں برابر خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اس کی یہی وجہ ہے کہ ملایک پردہ غیب میں ہیں اور دوسری چیزیں یقینی طور پر ہمیں معلوم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا منظور نہیں ہوگا یعنی اگر اُس وقت کوئی شخص خدائے تعالےٰ کی تجلیات دیکھ کر اور اُس کے ملایک اور بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ کرکے یہ کہے کہ اب میں ایمان لایا تو منظور نہ ہوگا۔ کیوں منظور نہ ہوگا؟ اسی وجہ سے کہ اُس وقت کوئی پردۂ غیب درمیان نہ ہوگا تا اس سے ماننے والے کا صدق ثابت ہو۔

اب پھر غور کرکے ذرا اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالےٰ تھوڑا سا فکر کرکے اس بات کو جلد سمجھ جائیں گے کہ ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے کہ جب بعض گوشے یعنی بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں اور نظر دقیق سے سوچکر اور قراین مرجحہ کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ تجلی کھل جائے قبول کرلیا جائے یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاءکرام علیہم السلام سے بلاشبہ انشان ظاہر

ہوتے ہیں ۔ مگر سعید آدمی جو خدائے تعالےٰ کے پیارے ہیں ۔ اُن نشانوں سے پہلے اپنی فراست صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں ۔ اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں ۔ وہ لوگ خدائے تعالےٰ کی نظر میں ذلیل اور بے قدر ہیں ۔ بلکہ قرآن کریم بآواز بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ بالجہر منکر ہوتے ہیں ۔ اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور جھوٹا ہے ۔ کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا ۔ اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان دکھلانے میں عمداً تاخیر اور توقف ڈالتا ہے ۔ اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ انکار میں ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں کو پختہ کر لیتے ہیں ۔ اور دعوی سے کہنے لگتے ہیں کہ درحقیقت یہ شخص کذّاب ہے ۔ مفتری ہے ۔ مکّار ہے ۔ دروغگو ہے ۔ جھوٹا ہے ۔ اور منجانب اللہ نہیں ہے ۔ پس جب وہ شدت سے اپنی رائے کو قایم کر چکتے ہیں ۔ اور تقریروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور مجلسوں میں بیٹھ کر ۔ اور منبروں پر چڑھ کر اپنی مستقل رائے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں ۔ کہ درحقیقت یہ شخص کذّاب ہے ۔ تب اُن کو عنایت الٰہی توجہ فرماتی ہے ۔ کہ اپنے عاجز بندے کی عزّت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے ۔ سو اُس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے ۔ جس سے

صرف وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو پہلے مان چکے تھے۔ اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے۔ یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا۔ لیکن وہ بدنصیب گروہ جو مخالفانہ رائیں ظاہر کر چکے تھے۔ وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اُس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی رائیں علیٰ رؤس الاشہاد شائع کر چکے۔ اشتہار دے چکے مُہریں لگا چکے۔ کہ یہ شخص درحقیقت کذاب ہے۔ اس لیئے اب اپنی مشہور کردہ رائے سے مخالف اقرار کرنا اُن کے لیئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے اُن کی ناک کٹتی ہے۔ اور ہزاروں لوگوں پر ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعوے کرتے تھے کہ یہ شخص ضرور کاذب ہے ضرور کاذب ہے۔ اور قسمیں کھاتے اور اپنی عقل اور علمیت جتلاتے تھے۔ اور اب اُسی کی تائید کرتے ہیں۔

اور میں پہلے اس سے بیان کر چکا ہوں کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے۔ کہ ایمان لانے والا چند قراین صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ ہنوز مخفی ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے۔ یومنون بالغیب یعنی ایسی بات کو مان لیتے ہیں کہ وہ ہنوز درپردۂ غیب ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے ہمارے سیّد و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا۔ اور کسی نے نشان نہ مانگا۔ اور کوئی ثبوت طلب نہ کیا۔ اور گو بعد اس کے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے۔ اور معجزات ظاہر ہوئے۔ لیکن صحابہ کرام

ایمان لانے میں معجزات کے محتاج نہیں ہوئے اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان موقوف رکھتے تو ایک ذرہ بزرگی اُن کی ثابت نہ ہوتی اور عوام میں سے شمار کئے جاتے تو خدائے تعالےٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے کیونکہ جن لوگوں نے نشان مانگا خدائے تعالیٰ نے اُن پر عتاب ظاہر کیا اور درحقیقت اُن کا انجام اچھا نہ ہوا اور اکثر وہ بے ایمانی حالت میں ہی مرے۔ غرض خدائے تعالےٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نشان مانگنا کسی قوم کے لئے مبارک نہیں ہوا اور جس نے نشان مانگا وہی تباہ ہوا۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اس وقت کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بالطبع ہر شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہو گا کہ بغیر کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کر سکتا ہے اور اگر بغیر نشان دیکھنے کے کسی کو منجانب اللہ قبول کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔

اس کا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدائے تعالےٰ نے ایمان کا ثواب اکبر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو اور حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ چند قراین جو وجہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا۔
اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے۔ تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا امین ہونا ثابت ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان
کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدائے تعالےٰ پر
جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر ایک صحابی ایک ایک اخلاقی
یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے
اُس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے۔ اور اُن میں سے کسی نے بھی
نشان نہیں مانگا تھا۔ اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لیے اُن کی
نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقوے کے اعلیٰ
مراتب پر ہیں۔ اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت
رکھتے ہیں۔ اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری تعلیموں سے صاف تر اور
پاک تر اور سراسر نور ہے۔ اور تمام اخلاق حمیدہ میں بے نظیر ہیں۔ اور للّٰہی
جوش اُن میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں۔ اور صداقت اُن کے چہرہ پر
برس رہی ہے۔ پس انہیں باتوں کو دیکھکر انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت
خدائے تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ اس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے
لیکن عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھلے کھلے معجزات
اور نشان مخفی رہتے ہیں۔ تا صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے
یہ زمانہ ابتلا کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی کھلا نشان ظاہر نہیں

ہوتا۔ پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی نظر دقیق سے ایمان لے آتا ہے۔ اور عوام کالانعام باقی رہ جاتے ہیں۔ تو ان پر حجت پوری کرنے کے لیئے یا ان پر عذاب نازل کرنے کے لیئے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان نشانوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے ایمان لاچکے تھے۔ اور بعد میں ایمان لانے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر روز تکذیب سے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی مشہور کردہ رائوں کو وہ بدل نہیں سکتے۔ آخر اُسی کفر اور انکار میں واصل جہنم ہوتے ہیں۔

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ میں آجاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جاوے۔ اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے یا ایک وافر حصہ اُس کا کھل جائے۔ تو پھر اُس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں مثلاً اب جو دن کا وقت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے۔ تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی۔ اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔ ان کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا۔ کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور اُن کی تعلیم کھل نہ جائے۔ تب تک قبول کرنا مناسب نہیں۔ اور وہ بیوقوف

یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہو گا۔ وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوایل میں ایمان لانے سے محروم رہے۔ اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے۔ اور مخالفانہ رائوں پر اصرار کر چکے۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے۔ غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے۔ اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیا کا شیوہ ہے۔ جس کی وجہ سے کروڑ ہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا۔ وہ جیسا کہ اُس نے فرما دیا ہے۔ ان ہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے۔ جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قرائن مرجحہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور صادق کا کلام اور صادق کی راستبازی۔ صادق کی استقامت اور خود صادق کا منہ ان کے نزدیک اس کے صدق پر گواہ ہوتا ہے۔ مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دیجاتی ہے۔

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اُس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اُس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا نا سمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اس

جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہ ہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ **مسیح موعود** کا دعویٰ اس وقت گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جب کہ اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے۔ اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔ اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں۔ اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کوئی مخالفانہ اثر ہے۔ تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے؟ جس کا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدائے تعالیٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور آج کل کے فلسفی وغیرہ المزاجوں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے۔ اور مسلمانوں کو اللہ ورسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خداترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ اثر پہونچتا۔ تو بے شک ایک ہولناک بات تھی۔

لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنی کئے گئے ہیں جو خدائے تعالےٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کے صحت کیلئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی اُن کی شہادت دیتے ہیں پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور و غوغا ہے :۔

ہاں طالب حق ایک سوال بھی اس جگہ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کے لیئے کون سے قرائن موجود ہیں کیوں کہ کسی مدعی کی صداقت ماننے کے لئے قراین تو چاہیئے خصوصاً آجکل کے زمانہ میں جو مکر و فریب اور بد دیانتی سے بھر ہوا ہے اور دعادی باطلہ کا بازار گرم ہے ۔

اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کے لئے بطور علامات اور قراین کے ہیں ۔

(۱) اول وہ پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو تواتر معنوی تک پہونچ گئی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دیگا اور اسکی کمزوریونکو دور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اُسکو لے آویگا اس پیشگوئی کی روسے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودہویں صدی پر بھی خدائے تعالےٰ کیطرف سے مبعوث

ہونا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیش قدمی دکھلاتا سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ اس لئے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔ اور احادیث صحیحہ ہو بیدا پکار پکار کر کہتی ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ چودھوی صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں۔ اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

(۲) اس بات کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو۔ اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت

نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے۔ پھر جس شخص مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہوگیا۔ تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسیٰ عیسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اس تفادل کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں۔ پھر اگر خدائے تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھدے۔ تو اس میں کیا استبعاد ہے؟

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے۔ دلایل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں۔ جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے۔ حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو اُن پر اس زمانہ میں کئے گئے۔ اپنے مثالی نزول کے لئے شدت جوش میں تھی۔ اور خدائے تعالےٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر

اس کا نزول ہو۔ سو خدائے تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔

یہ ایک سرّ اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اسکی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ اور بیجا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ناحق کا جھوٹ افترا کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں اُن فساد اور تہمتوں کے دور کرنے کیلئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقعہ پیش آیا کہ اُن کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جبکہ اُن کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر بہت زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا اور اسی لئے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اس بات پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کیلئے اس نے صلیب پر جان دی۔ پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں نابکار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کے اس آیت کے کہ جو کتاب استثناء میں ہے کہ جو شخص صلیب پر

کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی
قرار دیا اور مفتری اور کاذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھیرایا اور عیسائیوں
نے اُن کی مدح میں اطراد کر کے اُن کو خدا ہی بنا دیا اور اُن پر یہ تہمت لگائی
کہ یہ تعلیم اُنہی کی ہے تب یہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی
اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدائے تعالےٰ
سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ اُن تمام
بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک صاف کریں اور اس کے حق میں صداقت
کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنّا کی انجیل کے ۱۶ باب میں
کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی مفید مند
ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیجدوں گا اور وہ
آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھیرائے
گا گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ
میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے عدالت سے
اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے جب وہ روح
حق آئے گی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی اور روح حق میری
بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی (۱۶) وہ تسلی
دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائیگا

لوکا ۱۳ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھکو نہ دیکھو گے۔ اُس وقت تک کہ تم کہو گے

مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنی مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔

ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں آسے تم پاس بھیجدوں گا۔ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اُس کے آنے کے لئے تقاضا کریگی اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجے گا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا۔ اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کے رو سے وہ مسیح ہوگا۔ جیسا کہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی۔ اور آدم بھی اور ابراہیم بھی۔ اور یوسف بھی اور یعقوب بھی اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ فبھدیٰھم اقتدہ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے۔ جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں۔ اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تب ہی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی

آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی امر پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بہ شدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہونچائی ۔ یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہونچا ۔ فالحمد اللہ۔

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی ایسا ہی انہوں نے نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل

دیئے وہ قواعد ترتیب کئے اور وہ تنسیخ و ترمیم کی جو کہ نبی کا کلام تھا۔ جس حکم کو چاہا قائم کردیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے اور عبادت کے طریقے گھڑ لیئے۔ اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے لیئے وحی الٰہی ان پر نازل ہو گئی سو الٰہی کتابوں میں اسقدر بیجا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے اور خدائی کا دعویٰ اس طرح پر کہ اُن کے فلسفہ والوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ میں آجائیں۔ جیسا کہ ان کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم بھی مینہ برسائیں اور نطفہ کو کسی آلہ میں ڈال کر اور رحم عورت میں پہونچا کر بچے بھی پیدا کریں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدائے تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہر ایک چیز کی طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد انتہا کا نام خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلّی لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے اسی وجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مردے بھی زندہ ہو جائیں اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفروں کا انہیں باتوں کا تجربہ کر رہا ہے اور مینہ برسانے کا کارخانہ

تو شروع ہو گیا اور ان کا منشاء ہے کہ بجائے اسکے کہ لوگ مینہ کیلئے خدائے تعالےٰ سے دعا کریں یا استسقاء کی نماز پڑہیں گورنمنٹ میں ایک عرضی دیدیں کہ فلاں کھیت میں مینہ برسایا جائے۔ اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھہرانے کیلئے کوئی کل پیدا ہو۔ اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کرلیں اور جب چاہیں لڑکی اور ایک مرد کا نطفہ لیکر اور کسی پچکاری میں رکھکر کسی عورت کے رحم میں چڑہادیں اور اس تدبیر سے اسکو حمل کردیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنے کی فکر ہے یا کچھ اور ہے اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اول نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ چند روز نبوت کا دعویٰ کرکے پھر خدا بننے کا دعویٰ کرے گا۔ تو یہ معنی صریح باطل ہیں کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدائے تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سُنا دے جو اُسپر خدائے تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بنا دے جو اسکو نبی سمجھتی اور اسکی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے اب سمجھنا چاہیئے کہ ایسا دعویٰ کرنے والا اُسی امت کے روبرو خدائی کا دعویٰ کیونکر کرسکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدا تعالےٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کا کلام ہم کو سُناتا تھا اور اب اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے پھر جب اول دفعہ تیرے ہی

اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جاوے جس نے پہلے خدائے تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کر لیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دے دیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدائے تعالےٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کر کے خدا ٹھہر سکتا ہے اور ایسے کذاب کو کون قبول کر سکتا ہے۔ سو یہ معنی جو ہمارے علماء لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں صحیح معنی یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل در امور نبوت اور خدائی کے دعویٰ دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آ رہی ہیں۔ ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اس پر آیتیں نازل ہو رہی ہیں۔ اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اس قدر دخل دے رہا ہے کہ گویا خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔

غرض یہ دجالیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہونچ گئی ہے اور اس کے قائم کرنے کے لئے پانی کی طرح انہوں نے اپنے مالوں کو بہا دیا ہے اور کروڑہا مخلوقات پر بد اثر ڈالا ہے۔ تقریر سے تحریر سے مال سے عورتوں گانے سے بجانے سے تماشے دکھلانے سے ڈاکٹر کہلانے سے غرض ہر ایک پہلو سے ہر ایک طریق سے ہر ایک پیرایہ سے ہر ایک ملک پر انہوں نے اثر ڈالا ہے چنانچہ چھ کروڑ تک ایسی کتاب تالیف ہو چکی ہے جس میں یہ غرض ہے کہ دنیا میں یہ ناپاک طریق عیسیٰ پرستی کا پھیل جائے پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش

آیا اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں دنیا میں اپنا نزول چاہا اور جب اُن میں مثالی نزول کے لیئے اشد درجہ کی توجہ اور خواہش پیدا ہوئی تو خدائے تعالیٰ نے اُس خواہش کے موافق دجال موجودہ کے نابود کرنیکے لیئے ایسا شخص بھیجد یا جو اُن کی روحانیت کا نمونہ تھا۔ وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بن کر مسیح موعود کہلایا۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا۔ یعنی حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہو گئے تھے۔ اور مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا پس حقیقت عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہوگئی جیساکہ آئینہ میں اشکال۔ اور چونکہ وہ نمونہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس لیئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے قادر مطلق عز اسمہ سے بوجہ اپنے جوش کے اپنی ایک شبیہہ چاہی۔ اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اُس شبیہہ میں رکھی جاوے۔ تا اُس شبیہہ کا نزول ہو۔ پس ایسا ہی ہوگیا۔ اس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب ہے کہ نزول کے لیئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا۔ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ موسیٰ نازل ہوگا یا ابراہیم نازل ہوگا۔ یا داؤد نازل ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ صاف طور پر کھل گیا کہ موجودہ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا۔ کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی۔ اور مسیح کی قوم میں ہی دجالیت پھیلی تھی۔ اس لیئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنا لایق تھا۔ یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے۔ اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانے کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور اصلاح اور غلبہ

توحید کا زمانہ ہوگا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑی زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی تب کہ قہری شبیہہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہو گا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ معنی اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر انکا نام محمد یا احمد تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ان فسادوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ

رہی ہے جو حضرت عیسیٰ کی اُمت کو پیش آئے اور آجتک ہزارہا صلحا اور
اتقیا اس امت میں موجود ہیں کہ جو محبہ دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں
پنج وقت توحید کی اذان مسجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی
توحید کی شعاعیں پہونچتی ہیں پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح عیسائیوں کے
دل آزار وعظوں اور نفرتی کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں
بیجا دخلوں اور خدا ئے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا اس زمانہ میں
یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح میں بھی اپنی امت کے لئے نہیں آسکتا تھا کیونکہ
وہ تو نابود ہو گئی اور اب صفحہ دنیا میں ذریت ان کی بجز چند لاکھ کے باقی
نہیں اور وہ بھی ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق اور
اپنی دنیاداری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گرے ہوئے ہیں
لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے
اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں
کو دلوں میں جاگزین کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گویئے
بنکر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بنکر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں بعض
جوگی بن کر اپنے خیالات کو شائع کرتے پھرتے ہیں بعض نے یہی خدمت لی ہے
کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کرکے اور ایسا ہی دوسری
کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں
بعض تھیٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بڑی تصویر لوگوں کے

دلوں میں جماتے ہیں۔ اور ان کاموں میں کروڑہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے۔ اور بعض ایک فوج بنا کر اور مکتی فوج اُس کا نام رکھکر ملک بہ ملک پھرتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور اور کاروائیوں نے بھی جو اُن کے مرد بھی کرتے ہیں۔ اور اُن کی عورتیں بھی کروڑہا بندگان خدا کو نقصان پہونچایا ہے۔ اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی۔ اور اپنی شبیہہ کے نزول کے لئے جو اُس کی حقیقت سے متحد ہو تقاضا کرتی۔ سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لئے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر اُن کے لئے جو سمجھتے ہیں اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ ایک فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے۔ جس کو کہتے ہیں فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے۔ اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیمی المشرب نام رکھتے ہیں۔ وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

(۳) تیسری علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے۔ یہانتک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال تبصریح بتلایا ہے۔ جیسا کہ نشان آسمانی میں لکھ چکا ہوں۔

(۴) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کے لئے مذاہب غیر کیطرف

روانہ کیے۔ بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہوگا۔ جس کی طرف خط رجسٹری کرکے نہ بھیجا ہو۔ مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا۔ اب جو ہماری قوم کے مُلا مولوی لوگ اس دعوت میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ان کی دروغگوئی اور نجاست خواری ہے مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کے لئے آئے گا۔ تو میں اُس پر غالب ہونگا۔ اور وہ ذلیل ہوگا۔ پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہدیں کہ یہ شخص درحقیقت مفتری ہے۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرلے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کردیگا۔ میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے۔ بحالت دروغگو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دیدوں گا۔ اگر وہ دروغگو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا۔ یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھیرائی ہے۔ اور نہ دل سے بیان کی ہے۔ اور اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ اور اشتہار دینے کے لیے مستعد بلکہ میں نے بارہ ہزار اشتہار شائع کردیا ہے۔ بلکہ میں بُلاتا بُلاتا تھک گیا کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں آیا۔ میری سچائی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ میں اس مقابلہ کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے

تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کردے
کہ میں صرف ایک طرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو تیار ہوں اور اگر
امر خارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کرسکوں تو
فی الفور اسلام قبول کرونگا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے کہ کوئی مسلمانوں
میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بیدین کہتے ہیں اور دجال نام
رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اُسکا امتحان کرلیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں
(۵) پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی
کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں اُنکے
ملہموں کو چاہیئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الہی میں اور فیض
سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کا روسے
چاہیں مجھکو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو
تو کفر کے فتوی دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنی جنکو مخاطب
ہونے کے لیئے الہام الہی مجھکو ہو گیا ہے پہلے لکھدیں اور شائع کرادیں
کہ اگر کوئی خارق عادت امر دیکھیں تو بلا چون وچرا دعوی کو منظور کرلیں۔
میں اس کام کیلئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے لیکن
مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف ائمۃ الکفر سے کروں اُنہیں سے مباہلہ کروں اور
اُنہیں سے اگر وہ چاہیں یہ مقابلہ کروں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کرینگے کیونکہ
حقانیت کے اُنکے دلوں پر رعب ہیں وہ اپنے اور زیادتی کو خوب جانتے ہیں وہ ہرگز
مباہلہ نہیں کرینگے مگر میری طرف سے عنقریب کتاب دافع الوساوس میں اُنکے

نام اشتہار جاری ہو جائیں گے۔

رہے احاد الناس کہ جو امام اور فضلاء علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے ان کے لئے مجھے یہ حکم ہے۔ کہ اگر وہ خوارق دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو صحبت میں رہیں۔ خدائے تعالیٰ غنی بے نیاز ہے جب تک کسی میں تذلل اور انکسار نہیں دیکھتا اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضائع نہیں کریگا۔ اور اپنی حجت دنیا پر پوری کر دے گا۔ اور کچھ زیادہ دیر نہ ہو گی۔ کہ وہ اپنے نشان دکھا دے گا۔ لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں۔ اور وہ صادق ہیں۔ جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے۔ کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جیسا ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا۔ اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔"

جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں۔ ان کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے۔ کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بے وقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ کیا یہ استقامت

اور جرأت کسی کذاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ جو شخص
ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اسکے کلام
میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگرا اور دل ہوتا ہے۔ کہ ایک فرد تمام
جہاں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں
بلکہ نزدیک ہیں۔ کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش
ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول
کیا۔ اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے۔ کہ گویا اس نے
ہزاروں نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے
ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے
غمخوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے۔
خدائے تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی
صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرت عزت میں
اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے۔ جنہوں نے
دقیق نظر سے مجھکو دیکھا۔ اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا۔ اور میرے
حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے
حق تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے
ساتھ وہی ہے۔ جو میری مرضی کے لیئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس
کے ترک اور اخذ کے لیئے مجھے حکم بناتا ہے۔ اور میری راہ پر چلتا ہے۔ اور اطاعت
میں فانی ہے۔ اور انانیت کی جلد سے باہر آگیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا

ہے۔ کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے۔ جو ان راستبازوں کو ملیں گے۔ جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا۔ اس کی خوشبو ان کو آگئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے۔ کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اسکو سلام کرے باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہو ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے۔ زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اب میں جانتا ہوں۔ کہ نشانوں کے بارہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ یہ بات صحیح اور راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے خدائے تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں۔ اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔ ان نشانوں کے لئے ادنیٰ میعادوں کا ذکر کرنا بیادب سے دور ہے۔ خدا تعالیٰ غنی بے نیاز ہے۔ جب مکہ کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے تھے۔ کہ نشان کب ظاہر ہوں گے۔ تو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ جواب نہ دیا۔ کہ فلاں تاریخ نشان ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ یہ سوال ہی بے ادبی سے پُر تھا اور گستاخی سے بھرا ہوا تھا۔ انسان اس نابکار اور بے بنیاد دنیا کے لئے سالہا سال

ے اور خدا تعالیٰ کی حکمت اور ہیبت دیکھ کر اس کا حق ادا کرے۔ لیکن چونکہ غافل انسان اس درجہ کی فرمانبرداری کر نہیں سکتا۔ اس لئے شرطی طور پر نشان دیکھنا اس کے حق میں وبال ہوجاتا ہے۔ کیونکہ نشان کے بعد خدا تعالیٰ کی حجت اس پر پوری ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر پھر بھی کامل اطاعت کے بجالانے میں کچھ کسر رکھے تو غضب الٰہی مستولی ہوتا ہے۔ اور اس کو نابود کر دیتا ہے۔

تیسرا سوال آپ کا استخارہ کے لئے ہے جو درحقیقت استخبارہ ہے۔ پس آپ پر واضح ہو۔ کہ جو مشکلات آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔ درحقیقت استخارہ میں ایسی مشکلات نہیں ہیں۔ میری مراد میری تحریر میں صرف اسقدر ہے۔ کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذبات محبت اور جذبات عداوت کسی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے۔ اور غصہ اور عداوت کے اشتعال میں سوگیا ہے۔ تب وہ شخص جو اس کا دشمن ہے۔ اس کو خواب میں کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آیا ہے۔ یا کسی اور درندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ کہ شاید درحقیقت یہ شخص عنداللہ کتا یا سؤر ہی ہے۔ لیکن یہ خیال اس کا غلط ہے۔ کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب میں نظر آوے۔ تو اکثر درندوں کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ درحقیقت وہ بد آدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا ایک غلطی ہے۔ بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ درندوں کی طرح تھا۔ اس لئے خواب میں درندہ ہو کر اس کو دکھائی دیا۔ سو میرا مطلب یہ

انتظاروں میں وقت خرچ کر دیتا ہے۔ ایک امتحان دینے میں کئی برسوں سے تیاری کرتا ہے۔ وہ عمارتیں شروع کرا دیتا ہے۔ جو برسوں میں ختم ہوں۔ وہ پودے باغ میں لگاتا ہے۔ جن کا پھل کھانے کے لئے ایک دور زمانہ تک انتظار کرنا ضروری ہے پھر خدا تعالےٰ کی راہ میں کیوں جلدی کرتا ہے۔ اس کا باعث بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے انسان خدائے تعالیٰ سے نشان طلب کرتا ہے۔ اور اپنے دل میں مقرر نہیں کرتا کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کی راہ میں کونسی جانفشانی کروں گا اور کس قدر دنیا کو چھوڑ دوں گا۔ اور کہاں تک خدائے تعالےٰ کے مامور بندے کے پیچھے ہو چلوں گا۔ بلکہ غافل انسان ایک تماشا کی طرح نشان کو سمجھتا ہے۔ حواریوں نے حضرت مسیحؑ سے نشان مانگا تھا۔ کہ ہمارے لئے مائدہ اترے تا بعض شبہات ہمارے جو آپ کی نسبت ہیں دور ہو جائیں۔ پس اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں حکایتاً حضرت عیسیٰؑ کو فرماتا ہے۔ کہ ان کو کہہ دے کہ میں اس نشان کو ظاہر کروں گا۔ لیکن پھر اگر کوئی شخص مجھ کو ایسا نہیں مانے گا کہ جو حق ماننے کا ہے۔ تو میں اس پر وہ عذاب نازل کروں گا جو آج تک کسی پر نہ کیا ہو گا۔ تب حواری اس بات کو سن کر نشان مانگنے سے تائب ہو گئے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس قوم پر ہم نے عذاب نازل کیا ہے نشان دکھلانے کے بعد کیا ہے اور قرآن کریم میں کئی جگہ فرماتا ہے کہ نشان نازل ہونا عذاب نازل ہونے کی تمہید ہے۔ وجہ یہ کہ جو شخص نشان مانگتا ہے اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد یک لخت دنیا سے دست بردار ہو جائے۔ اور فقیرانہ دلق پہن

ہے۔ کہ خواب دیکھنے والا جذبات نفس سے خالی ہو۔ اور ایک آرام یافتہ اور سراسر رو بحق دل سے محض اظہار حق کی غرض سے استخارہ کرے۔ میں یہ عہد نہیں کر سکتا۔ کہ ہر ایک شخص کو ہر ایک حالت نیک یا بد میں ضرور خواب آجائے گی۔ لیکن آپ کی نسبت میں کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ چالیس روز تک رو بحق ہو کر بشرائط مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں۔ تو میں آپ کے لئے دعا کرونگا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہو۔ تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کر دیتی ہے۔ اور دل پر ایک نور کا اثر ڈالتی ہے اور میخ آہنی کی طرح اندر کھب جاتی ہے۔ اور دل اس کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اس کی نورانیت اور ہیبت بال بال پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے عہد کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ میرے روبرو میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اس کار میں مشغول ہوں۔ تو میں آپ کے لئے بہت کوشش کروں گا۔ کیونکہ میرا خیال آپ کی نسبت بہت نیک ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں۔ کہ آپ کو ضائع نہ کرے۔ اور رشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب میں نے آپ کا وقت بہت سے لیا۔ ختم کرتا ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

آپ کا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی۔

اور وہ یہ ہے۔ کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کی جائے۔ کہ ہر ایک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ کہ وہ شیاطین کو ان کے مواضع مناسبہ سے معطل کر دیوے۔ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثمّ یحکم اللہ اٰیٰتہ واللہ علیم الحکیم یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اس کی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے۔ یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے۔ تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملاوے۔ یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے۔ اس دخل کو اٹھا دیتی ہے۔ اور منشاء الٰہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں۔ اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ لیکن قرآن کی وحی دوسری وحی سے جو صرف منجانب اللہ ہوتی ہے تمیز کلی رکھتی ہے۔ اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے۔ اور ہر ایک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ برکت روح القدس سے اس

کلام میں رکھی جاتی ہے ۔ لہٰذا ہر ایک بات جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے ۔ وہ بلا شبہ وحی ہوتی ہے ۔ تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں ۔ جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں ۔ اب اللہ جل شانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے ۔ کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے ۔ بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے ۔ اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے تمنا کرتا ہے ۔ تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے ۔ کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا ۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے ۔ اور خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے ۔ پس چونکہ ہر ایک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے ۔ اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہو گئی ۔ تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔ کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مس شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے ۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے ۔ کہ یوں ہو جائے ۔ تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گذرتا ہے ۔ جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے ۔ نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے ۔ اور وحی متلو شیطان کی دخل سے بکلی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے ۔ اور قول

ثقیل اور شدید النزول بھی ہے۔ اور اس کی تیز شعاعیں شیطان کو جلاتی ہیں۔ اس لئے شیطان اس کے نام سے دور بھاگتا ہے۔ اور نزدیک نہیں آسکتا۔ اور نیز ملائک کی کامل محافظت اس کے اردگرد ہوتی ہے۔ لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی۔ اس لئے اس لئے تمنا کے وقت جو کبھی شاذونادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے۔ پھر وحی متلو اس دخل کو اٹھا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہو گئی ہے۔ جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جس حالت میں خدائے تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے۔ کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی جو وحی غیر متلو ہے۔ شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہو سکتا ہے۔ تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیل کی درخواست کرے۔ ماسوا اس کے صفائی اور راستی خواب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے۔ یہی قدیم قانون قدرت ہے۔ جو اس کے رسول کریمؐ کی معرفت ہم تک پہنچا ہے۔ کہ سچی خوابوں کے لئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ سچا اور خدائے تعالیٰ کے لئے راستباز ہو۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلے گا۔ اور اپنے دل کو راست گوئی اور راست روی اور راست منشی کا پورا پابند کرے گا۔ تو اس کی خوابیں سچی ہوں گی۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا یعنی جو شخص باطل خیالات

اور باطل نیات اور باطل اعمال اور باطل عقائد سے اپنے نفس کو پاک کر لیوے۔ وہ شیطان کی بند سے رہائی پا جائے گا۔ اور آخرت میں عقوبات اخروی سے رستگار ہوگا۔ اور شیطان اس پر غالب نہیں آسکے گا ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندے جو ہیں جنہوں نے میری مرضی کی راہوں پر قدم مارا ہے۔ ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا۔ سو جب تک انسان تمام کجیوں اور نالائق خیالات اور بیہودہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف آستانۂ الٰہی پر گرا ہوا نہ ہو جائے۔ جب تک وہ شیطان کی کسی عادت سے مناسبت رکھتا ہے اور شیطان مناسبت کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس پر دوڑتا ہے۔

اور جب کہ یہ حالت ہے۔ تو میں الٰہی قانون قدرت کے مخالف کونسی تدبیر کر سکتا ہوں۔ کہ کسی سے شیطان اس کے خواب میں دور رہے۔ جو شخص ان راہوں پر چلے گا جو رحمانی راہیں ہیں خود شیطان اس سے دور رہے گا۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ جبکہ شیطان کے دخل سے بکلی امن نہیں۔ تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر بھروسہ کرلیں۔ کہ وہ رحمانی ہیں۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور در اصل وہ شیطانی ہو اور یا شیطانی خیال کریں اور در اصل وہ رحمانی ہو تو اس وہم کا جواب یہ ہے۔ کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے

نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے اس کا گند اور اس کی بدبو فی الفور آجاتی ہے۔ سچی خوابیں خود خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا۔ اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتے ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھس جاتی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ اس کے کسی مجلسی کو بطور گواہ ٹھہرانے کے لئے وہی خواب یا اس کے کوئی حصہ دکھلا دیتا ہے۔ تب اس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔ سو بہتر ہے۔ کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیق خواب کریں جو صلاحیت اور تقویٰ رکھتا ہو اور اس کو کہہ دیں کہ جب کوئی خواب دیکھے لکھ کر دکھلا دے اور آپ بھی لکھ کر دکھلا دیں۔ تب امید ہے۔ کہ اگر سچی خواب آئے گی تو اس کے کئی اجزاء آپ کی خواب میں اور اس رفیق کی خواب میں مشترک ہوں گے۔ اور ایسا اشتراک ہوگا۔ کہ آپ تعجب کریں گے افسوس کہ اگر میرے روبرو آپ ایسا ارادہ کرسکتے۔ تو میں غالباً امید رکھتا تھا کہ کچھ عجوبہ قدرت ظاہر ہوتا میری حالت ایک عجیب حالت ہے۔ بعض دن ایسے گذرتے ہیں۔ کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہوجاتی

ہیں۔ اور بعض مدت دراز کے بعد پوری ہوتی ہیں۔ صحبت میں رہنے والا محروم
نہیں رہ سکتا۔ کچھ نہ کچھ تائید الٰہی دیکھ لیتا ہے۔ جو اس کی باریک بین نظر کے لئے
کافی ہوتی ہے۔ اب میں متواتر دیکھتا ہوں۔ کہ کوئی امر ہونے والا ہے۔ میں قطعاً
نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد یا دیر سے ہوگا۔ مگر آسمان پر کچھ تیاری ہو رہی ہے۔ تا خدا تعالیٰ
بدظنوں کو ملزم اور رسوا کرے۔ کوئی دن یا رات کم گذرتی ہے۔ جو مجھکو اطمینان
نہیں دیا جاتا۔ یہی خط لکھتے لکھتے یہ الہام ہوا۔ انحی الحق ویکشف الصدق
ویخسر الخاسرون یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی ان ربک فعال لما
یرید یعنی حق ظاہر ہوگا۔ اور صدق کھل جائے گا۔ اور جنہوں نے بدظنیوں سے
زیاں اٹھایا وہ ذلت اور رسوائی کا زیان بھی اٹھائیں گے۔ نبیوں کا چاند آئیگا
اور تیرا کام ظاہر ہو جائیگا۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا
یہ کب ہوگا۔ اور جو شخص جلدی کرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کو اس کی ایک ذرہ بھی
پروا نہیں وہ غنی ہے دوسرے کا محتاج نہیں۔ اپنے کاموں کو حکمت
اور مصلحت سے کرتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کی آزمائش کر کے پیچھے سے اپنی
تائید دکھلاتا ہے۔ کہ پہلے سے نشان ظاہر ہوتے تو صحابہ کبار اور اہل بیت
کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں میں فرق کیا ہوتا۔ خدائے تعالیٰ
اپنے عزیزوں اور پیاروں کی عزت ظاہر کرنے کے لئے نشان دکھلانے
میں کچھ توقف ڈال دیتا ہے۔ تا لوگوں پر ظاہر ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے
نشانوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور تا ان کی فراست اور دوربینی سب پر
ظاہر ہو جائے۔ اور ان کے مرتبہ عالیہ میں کسی کو کلام نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام

سے بہتر آدمی اوائل میں اس بد خیال سے پھر گئے۔ اور مرتد ہو گئے۔ کہ آپ نے ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ ان میں سے بارہ قائم رہے۔ اور بارہ میں سے پھر ایک مرتد ہو گیا۔ اور جو قائم رہے انہوں نے آخر میں بہت سے نشان دیکھے۔ اور عنداللہ صادق شمار ہوئے۔

مکرر میں آپ کو کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ چالیس روز تک میری صحبت میں آجائیں تو مجھے یقین ہے کہ میرے قرب و جوار کا اثر آپ پر پڑے۔ اور اگرچہ میں عہد کے طور پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر میرا دل شہادت دیتا ہے۔ کہ کچھ ظاہر ہوگا۔ جو آپ کو کھینچ کر یقین کی طرف لے جائے گا۔ اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہونے والا ہے۔ مگر ابھی خدائے تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ سے دو گروہ بنانا چاہتا ہے۔ اگر ایک وہ گروہ جو نیک ظنی کی برکت سے میری طرف آتے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ گروہ جو بدظنی کی شامت سے مجھ سے دور پڑتے جاتے ہیں۔

اور میں نے آپ کے اس بیان کو افسوس کے ساتھ پڑھا جو آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجرد قیل و قال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو ازراہ تودد و مہربانی و رحم اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اکثر فیصلے دنیا میں قیل و قال سے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ صرف باتوں کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لحاظ سے ایک شخص و عدالت نہایت اطمینان کے ساتھ پھانسی دے سکتی ہے اور ایک شخص کو تہمت خون سے بری کر سکتی ہے۔ واقعات کے ثبوت یا عدم ثبوت پر تمام مقدمات فیصلہ پاتے ہیں۔ کسی فریق سے یہ سوال نہیں ہوتا۔

کہ کوئی آسمانی نشان دکھلا دے۔ تب ڈگری ہوگی یا فقط اس صورت میں مقدمہ ڈسمس ہوگا۔ کہ جب مدعا علیہ سے کوئی کرامت ظہور میں آوے۔ بلکہ اگر کوئی مدعی بجائے واقعات کے ثابت کرنے کے ایک سوٹی کا سانپ بناکر دکھلا دیوے یا ایک کاغذ کا کبوتر بناکر عدالت میں اڑا دے۔ تو کوئی حاکم صرف ان وجوہات کی رو سے اس کو ڈگری نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ باقاعدہ صحت دعویٰ ثابت نہ ہو اور واقعات پرکھے نہ جائیں، پس جس حالت میں واقعات کا پرکھنا ضروری ہے۔ اور میرا یہ بیان ہے۔ کہ میرے تمام دعاوی قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اولیاء گذشتہ کی پیشگوئیوں سے ثابت ہیں۔ اور جو کچھ میری مخالف تاویلات سے اصل مسیح کو دوبارہ دنیا میں نازل کرنا چاہتے ہیں۔ نہ صرف عدم ثبوت کا داغ ان پر ہے۔ بلکہ یہ خیال بہ بداہت قرآن کریم کی نصوص بیّنہ سے مخالف پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے ہر ایک پہلو میں اس قدر مفاسد ہیں۔ اور اسقدر خرابیاں ہیں۔ کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پھر اس کو بدیہی البطلان نہ کہہ سکے۔ تو پھر ان حقائق اور معارف اور دلائل اور براہین کو کیونکر فضول قیل و قال کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم بھی تو بظاہر قیل و قال ہی ہے۔ جو عظیم الشان معجزہ اور تمام معجزات سے بڑھ کر ہے۔ معقولی ثبوت تو اول درجہ پر ضروری ہوتے ہیں۔ بغیر اس کے نشان ہیچ ہیں۔ یاد رہے۔ کہ جن ثبوتوں پر مدعا علیہ کو عدالت میں سزائے موت دی جاتی ہے وہ ثبوت ان ثبوتوں سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں۔ جو قرآن اور حدیث اور اقوال اکابر اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود

ہیں۔ مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔

میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور کھول کر دکھلا دیا ہے۔ کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح پھر اپنے خاکی قالب کے ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الٰہی سے دور جا پڑے ہیں۔ اور کیسے چاروں طرف کے فسادوں اور خرابیوں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے۔ **مسیح موعود** کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔ وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل مسیح لیا جائے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جاوے۔ اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یک طرف چھوڑ دیا ہے۔ وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔ مگر ان کو شرمندہ کرنے والا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا۔ مگر میں نے ایک واقعی نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلا دیا ہے۔ ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور بلللہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے

ہوتا ہے۔ اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ایدکم اللّٰہ من عندہ و رحمکم فی الدنیا والآخرۃ والسلام

خاکسار

دہم دسمبر ۱۸۹۲ء **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور

(نوٹ)

اس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں۔ یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے نام ہے اس کی بہت سی عبارتیں دوسروں کے اوہام دور کرنے کے لئے ہیں۔ گو آپ ہی مخاطب ہیں

مکتوب نمبر ۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خاں صاحب سلمہ تعالیٰ

آتھم کی پیشگوئی پر تذبذب اور احباب کا تعین ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو آج کی ڈاک میں ملا ۔ آتھم کے زندہ رہنے کے بارے میں میرے دوستوں کے بہت خط آئے لیکن یہ پہلا خط ہے جو تذبذب اور تردد اور شک اور سوءظن سے بھرا ہوا تھا ایسے ابتلاء کے موقعہ پر جو لوگ اصل حقیقت سے بے خبر تھے جس ثابت قدمی سے اکثر دوستوں نے خط بھیجے ہیں تعجب میں ہوں کہ کس قدر سوز یقین کا خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ۔ اور بعض نے ایسے موقعہ پر

نئے سرے بیعت کی

صحبت کا اثر ایمان کو قوی کرتا ہے ۔

اس نیت سے کہ تا ہمیں زیادہ ثواب ہو ان دوبارہ بیعت کرنے والوں میں چودھری رستم علی رضی اللہ عنہ کا نام مجھے معلوم ہے ۔ عرفانی ، بہرحال آپ کا خط پڑھنے سے اگرچہ آپ کے ان الفاظ سے بہت ہی رنج ہوا جن کے استعمال کی نسبت ہرگز امید نہ تھی ۔ لیکن چونکہ دلوں پر اللہ جل شانہ کا تصرف ہے اس لئے سوچا کہ کسی وقت اگر اللہ جل شانہ نے چاہا تو آپ کے لئے دعا

کی ہے۔ نہایت مشکل یہ ہے کہ آپ کو اتفاق ملاقات کا کم ہوتا ہے۔ اور دوست اکثر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ کتنے مہینوں سے ایک جماعت میرے پاس رہتی ہے۔ جو کبھی پچاس کبھی ساٹھ اور کبھی ستر سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور معارف سے اطلاع پاتے رہتے ہیں۔ اور آپ کا خط کبھی خواب خیال کی طرح آجاتا ہے۔ اور اکثر نہیں۔

سوال کا جواب اب آپ کے سوال کی طرف توجہ کر کے لکھتا ہوں کہ جس طرح آپ سمجھتے ہیں ایسا نہیں۔ بلکہ درحقیقت یہ فتح عظیم ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ عبداللہ آتھم نے حق کی عظمت قبول کری۔ اور سچائی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے سزائے موت سے بچ گیا ہے۔ اور اس کی آزمائش یہ ہے کہ اب اس سے ان الفاظ میں اقرار لیا جائے تا اس کی اندرونی حالت ظاہر ہو۔ یا اس پر عذاب نازل ہو وے میں نے اس غرض سے اشتہار دیا ہے کہ آتھم کو یہ پیغام پہونچایا جاوے کہ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ تو نے حق کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اگر وہ اس کا قائل ہو جائے تو ہمارا مدعا حاصل ورنہ ایک ہزار روپیہ نقد بلاتوقف اس کو دیا جائے کہ وہ قسم کھا جاوے کہ

میں نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا

اور اگر وہ اس قسم کے بعد ایک برس کے بعد اتک ہلاکت [illegible] ہلاک نہ ہو تو ہم ہر طرح سے کاذب ہیں۔ اور اگر وہ قسم نہ کھاوے تو وہ کاذب ہے آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم یہ سے اس نے مجھکو کاذب یقین کر لیا ہے۔ اور

آدمی مرتد ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ اس پیشگوئی کی کفار مکہ کو خبر ہو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور صحابہ پانچ چھ ہزار سے کم نہیں تھے۔ یہ امر کس قدر معرکہ کا امر تھا۔ مگر خدائے تعالیٰ نے صادقوں کو بچا لیا۔ مجھے اور میرے خاص دوستوں کو آپ کے اس خط سے اس قدر افسوس ہوا کہ اندازہ سے زیادہ ہے۔ یہ کلمہ آپ کا کہ مجھے ہلاک کیا کسقدر اس اخلاص سے دور ہے جو آپ سے ظاہر ہوتا رہا۔

ہمارا تو مذہب ہے کہ اگر ایک مرتبہ نہیں کروڑ مرتبہ لوگ پیش گوئی نہ سمجھیں۔ یا اس رات کے طور پر ظاہر ہو تو خدائے تعالیٰ کے صادق بندوں کا کچھ بھی نقصان نہیں۔ آخر وہ فتح یاب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس فتح کے بارے میں لاہور پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے۔ اور ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ جس کا نام انوار الاسلام ہے وہ بھی پانچ ہزار چھپے گا۔ آپ ضرور اشتہار اور رسالہ کو غور سے پڑھیں۔ اگر خدائے تعالےٰ چاہے تو آپ کو اس سے فائدہ ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی ڈاک میں آپ کا خط اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کا خط پہونچا۔ مولوی صاحب کا اس صدق اور ثبات کا خط جس کو پڑھکر رونا آتا تھا۔ ایسے آدمی ہیں جن کی نسبت میں یقین رکھتا ہوں کہ اس جہان میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اس جہان میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔　خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ اور لفافہ بھی محفوظ نہیں تاہم خط کے

مضمون سے ظاہر ہے کہ ستمبر ۱۸۹۴ء کا خط ہے۔ حضرت نواب صاحب نے جس جرأت اور دلیری سے اپنے شکوک کو پیش کیا ہے۔ اس سے حضرت نواب صاحب کی ایمانی اور اخلاقی جرأت کا پتہ لگتا ہے۔ انہوں نے کسی چیز کو اندھی تقلید کے طور پر ماننا نہیں چاہا۔ جو شبہ پیدا ہوا اس کو پیش کر دیا۔ خدائے تعالےٰ نے جو ایمان انہیں دیا ہے۔ وہ قابل رشک ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس کا اجر انہیں یہ دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نسبت فرزندی کی عزت نصیب ہوئی۔ یہ موقعہ نہیں کہ حضرت نواب صاحب کی قربانیوں کا میں ذکر کروں جو انہوں نے سلسلہ کیلئے کی تھیں۔

بہت ہیں جن کے دل میں شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو اخلاقی جرأت کی کمی کی وجہ سے اُگل نہیں سکتے۔ مگر نواب صاحب کو خدائے تعالیٰ نے قابل رشک ایمانی قوت اور ایمانی جرأت عطا کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اسے قے کی طرح باہر نکال دینا چاہیئے۔ اگر اسے اندر ہی رہنے دیا جائے تو بہت بُرا اثر پیدا کرتا ہے۔ غرض حضرت نواب صاحب کے اس سوال سے جو انہوں نے حضرت اقدس سے کیا۔ ان کے مقام اور مرتبہ پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا بلکہ ان کی شان کو بڑھاتا ہے۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ وہ خدائے تعالےٰ کے فضل اور رحم سے اپنے ایمان میں بہت بڑے مقام پر تھے۔ اللّٰھم زِد فزِد۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

ادائے قرض کے لئے احتیاط

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ چونکہ اس عاجز نے پانچسو روپیہ آں محب کا قرض دینا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے۔ اور قرضہ کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کتنے برس گذر گئے ہوں گے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے۔ تا حتی الوسع اس کا فکر رکھ کر توفیق باریتعالےٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کرکے میعاد کے اندر بھیج دوں۔ امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں۔ تا میں اس فکر میں لگ جاؤں۔ کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے۔ اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔

مولوی محمد احسن کے لئے تحریک اعانت

دوسری بات قابل استفسار یہ ہے کہ مکرمی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب قریباً دو ہفتہ سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے جب آپ کا اس عاجز کا تعلق اور حسن ظن تھا۔ بیس روپیہ ماہوار ان کو اسی سلسلہ کی منادی

اور واعظ کی غرض سے دنیا مقرر کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ ان کو دیا امید کہ اس کا ثواب بہرحال آپ کو ہوگا۔ لیکن چند ماہ سے ان کو کچھ تنخواہ نہیں پہنچا اب اگر اس وقت مجھ کو اس بات کے ذکر کرنے سے بھی آپ کے ساتھ دل رکتا ہے۔ مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف اس جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ جو مناسب سمجھیں میرے جواب کے خط میں ان کی نسبت تحریر کر دیں۔ حقیقت میں مولوی صاحب نہایت صادق دوست اور عارف حقائق ہیں۔ وہ مدراس اور بنگلور کی طرف دورہ کر کے ہزارہا آدمیوں کے دلوں سے تکفیر اور تکذیب کے غبار کو دور کر آئے ہیں۔ اور ہزارہا کو اس جماعت میں داخل کر آئے ہیں۔ اور نہایت مستقیم اور قوی الایمان اور پہلے سے بھی نہایت ترقی پر ہیں۔

ہماری جماعت اگرچہ غرباء اور ضعفاء کی جماعت ہے۔ لیکن العزیز یہی علماء اور محققین کی جماعت ہے۔ اور انہی میں متقی اور خدا ترس اور عارف حقائق پاتا ہوں۔ اور نیک دلوں۔ اور دلوں کو دن بدن خدا تعالیٰ کھینچ کر اس طرف لاتا جاتا ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر ۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مولوی صاحب کو کل ایک دورہ مرض پھر ہوا۔ بہت دیر تک رہا۔ مالش کرانے سے صورت افاقہ ہوئی۔ مگر بہت ضعف ہے۔ اللہ تعالےٰ شفا بخشے۔

تحقیق ام الالسنہ کا کام

اس جگہ ہماری جماعت کا ایک قافلہ تحقیق السنہ کے لئے بہت جوش سے کام کر رہا ہے۔ اور یہ اسلام کی صداقت پر ایک نئی دلیل ہے۔ جو تیرہ سو برس سے آجتک کسی کی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اس مختصر خط میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ یہ کس پایہ کا کام ہے۔ اگر آپ ایک ماہ تک اس خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کو شریک کریں۔ اور وہ قادیان میں رہیں تو میری دانست میں بہت ثواب ہوگا۔ آئندہ جیسا کہ آپ کی مرضی ہو۔ دنیا کے کام نہ توکبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ

دنیا کے کام اور مومن

کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائینگے کون سمجھا وے جبکہ خدا تعالےٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے۔ اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے

دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے۔ اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے۔ ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکا ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں موت ہر ایک سال نئے کرشمے دکھلاتی رہتی ہے۔ دوستوں کو دوستوں سے جدا کرتی۔ اور لڑکوں کو باپوں سے۔ اور باپوں کو لڑکوں سے علیحدہ کر دیتی ہے۔

درازی عمر کا راز | مورکھ وہ انسان ہے جو اس ضروری سفر کا کچھ بھی فکر نہیں رکھتا۔ خدائے تعالیٰ اس شخص کی عمر کو بڑھا دیتا ہے۔ جو سچ مچ اپنی زندگی کا طریق بدل کر خدا تعالےٰ ہی کا ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

یعنی اُن کو کہہ دو کہ خدائے تعالیٰ تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے۔ اگر تم اس کی بندگی و اطاعت نہ کرو۔ سو جاگنا چاہیئے اور ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور غلطی نہیں کھانا چاہیئے کہ یہ گھر سخت بے بنیاد ہے۔ میں نے اس لئے کہا کہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان دنوں میں دنیوی غم وہم میں اعتدال سے زیادہ مصروف ہیں۔ اور دوسرا پلّہ ترازو کا کچھ خالی سا معلوم ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ تحریریں آپ کے دل پر کیا اثر کریں۔ یا کچھ بھی نہ کریں۔ کیونکہ بقول آپ کے وہ عتقادی امر بھی اب درمیان نہیں جو بظاہر پہلے تھے۔ میں نہیں چاہتا

کہ ہماری جماعت میں سے کوئی ہلاک ہو۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ خود خدا تعالیٰ قوت بخشے۔ اور زندہ کرے۔ کاش اگر ملاقات کی سرگرمی بھی آپ کے دل میں باقی رہتی۔ تو کبھی کبھی کی ملاقات سے کچھ فائدہ ہو جاتا۔ مگر اب یہ امید بھی مشکلات میں پڑ چکی ہے۔ کیونکہ اعتقادی محرک باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی لاہور وغیرہ میں کسی انگریز حاکم کا جلسہ ہو جس میں خیالی طور پر داخل ہونا آپ اپنی دنیا کے لئے مفید سمجھتے ہوں تو کوئی دنیا کا کام آپ کو اس شمولیت سے نہیں روک سکے گا۔ خدا تعالیٰ قوت بخشے۔

حضرت حکیم الامۃ کا دنیا کو لات مارنا بیچارہ نورالدین جو دنیا کو عموماً لات مار کر اس جنگل قادیان میں آبیٹھا ہے بے شک قابل نمونہ ہے۔ بہتیری تحریکیں اٹھیں کہ آپ لاہور میں رہیں۔ اور امرتسر میں رہیں۔ دنیاوی فائدہ طبابت کی رو سے بہت ہوگا۔ مگر کسی کی بات انہوں نے قبول نہیں کی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سچی توبہ کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ اور ہماری جماعت کو توفیق عطا کرے کہ ان کے نمونہ پر چلیں آمین۔ کیا آپ بالفعل اس قدر کام کر سکتے ہیں کہ ایک ماہ کے لئے اور کاموں کو پس انداز کر کے مرزا خدا بخش صاحب کو ایک ماہ کے لئے بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ۔ ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

نوٹ :۔ آتھم کی پیشگوئی پر حضرت نواب صاحب کو ابتلا یا تھا۔ اور انہیں کچھ شکوک پیدا ہوئے تھے۔ مگر وہ بھی اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی تھے

وہ ایک امر جو ان کی سمجھ میں نہ آوے ماننا نہیں چاہتے تھے۔ اور اسی لئے انہوں نے حضرت اقدس کو ایسے خطوط لکھے ہیں جن سے یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ گویا کوئی تعلق سلسلہ سے باقی نہ رہے گا۔ مگر خدائے تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا اپنی معرفت بخشی اور ایمان میں قوت عطا فرمائی۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم خانصاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا محبت نامہ پہونچا۔ میں بوجہ علالت طبع کچھ لکھ نہیں سکا۔ کیونکہ دورہ مرض کا ہو گیا تھا۔ اور اب بھی طبیعت ضعیف ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو اپنی محبت میں ترقی بخشے۔ اور اپنی اس جاودانی دولت کی طرف کھینچ لیوے جس پر کوئی زوال نہیں آ سکتا کبھی کبھی اپنے حالات خیریت آیات سے ضرور اطلاع بخشا کریں کہ خط بھی کسی قدر حصہ ملاقات کا بخشتا ہے۔ مجھے آپ کی طرف دلی خیال ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ کی روحانی ترقیات بچشم خود دیکھ لیں مجھے جس وقت جسمانی قوت میں اعتدال پیدا ہوا تو آپ کے لئے سلسلہ توجہ کا شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور توفیق شامل حال کرے آمین۔ والسلام غلام احمد عفی عنہ۔

عاجز غلام احمد عفی عنہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۵ء روز پنجشنبہ

مکتوب نمبر ۱۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

حضرت مسیح موعود اور تعمیر مکانات میں آپ کا نقطۂ نظر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ دوسو روپیہ کے نصف نوٹ آج کی تاریخ آگئے۔ عمارت کا یہ حال ہے۔ کہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ نوسو روپیہ تک پہلی منزل جس پر مکان بنانے کی تجویز ہے ختم ہوگی۔ کل صحیح طور پر اس تخمینہ کو جانچا گیا ہے۔ اب تک اساصد روپیہ تک لکڑی اور اینٹ اور چونہ اور مزدوروں کے بارے میں خرچ ہوا ہے۔ معماران کی مزدوری اساصد سے الگ ہے۔ اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی منزل کے تیار ہونے کے بعد بالفعل عمارت کو بند کر دیا جاوے۔ کیونکہ کوئی صورت اس کی تکمیل کی نظر نہیں آتی۔ یہ اخراجات گویا ہر روز پیش آتے ہیں۔ ان کے لئے اول سرمایہ ہو تو پھر چل سکتے ہیں۔ شاید اللہ جلشانہ اس کا کوئی بندوبست کر دیوے۔ بالفعل اگر ممکن ہو سکے تو آں محب بجائے پانچ سو روپیہ کے سات سو روپیہ کی امداد فرماویں۔ دوسو روپیہ کی جو کمی ہے وہ کنوئیں کے چندہ میں سے پوری کر دی جاوے گی۔ اور بالفعل کنواں بنانا موقوف رکھا جاوے گا۔ پس اگر سات سو روپیہ آپ کی طرف سے ہو۔ اور دوسو روپیہ کنوئیں سے

اس طرح پر نوسو روپیہ تک پہلی منزل انشاءاللہ پوری ہو جائے گی۔ اور کیا تعجب ہے کچھ دنوں کے بعد کوئی اور صاحب پیدا ہو جائیں تو وہ دوسری منزل اپنے خرچ سے بنوادیں۔ نیچے کی منزل مردانہ رہائش کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ زنانہ مکان سے ملی ہوئی ہے۔ مگر اوپر کی منزل اگر ہو جائے تو عمدہ ہے۔

مکان مردانہ بن جائے گا جس کی لاگت بھی اسی قدر یعنی نوسو یا ہزار روپیہ ہوگا۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو اس وقت میں نے تکلیف دی۔ اور ذاتی طور پر مجھ کو کسی مکان کی حاجت نہیں۔ خیال کیا گیا تھا۔ کہ نیچے کی منزل میں ایسی عورتوں کے لئے مکان تیار ہوگا کہ جو مہمان کے طور پر آئیں۔ اور اوپر کی منزل مردانہ مکان ہو۔ سو اللہ تعالےٰ جب چاہے گا اس خیال کو پورا کر دے گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۴ مئی ۱۸۹۷ء

نوٹ:۔ جب یہ مکان بن رہا تھا۔ تو خاکسار عرفانی ان ایام میں یہاں تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ گول کمرے میں دوپہر کا کھانا حضرت کھایا کرتے تھے اور دستر خوان پر گاہے گاہے ضرور آیا کرتا تھا۔ حضرت ان ایام میں بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ ذاتی طور پر ہمیں کسی مکان کی ضرورت نہیں۔ مہمانوں کو جب تکلیف ہوتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ لوگ خدا کے لئے آتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کے آرام کا فکر کریں۔

خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس خط میں آپ نے ظاہر فرمایا تھا۔ آخر وہ تمام

مکانات بنوا دیئے۔ اور وسع مکانک کی پیشگوئی ہمیشہ پوری ہی ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی شان ہمیشہ جدا ہوتی ہے۔ مبارک وہ جن کو اس کی تکمیل میں حصہ ملتا ہے۔ ابتدائی ایام میں حضرت نواب صاحب کو سابق ہونے کا اجر ملا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آج مولوی صاحب کی وہ پیاری لڑکی جس کی شدت بیماری کی وجہ سے مولوی صاحب آنہ سکے کل نماز عصر سے پہلے اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی والدہ سخت مصیبت کی حالت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صبر بخشے۔ والسلام

(الہام و حکیم الامت کی لڑکی کی وفات)

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۷ اپریل ۱۸۹۷ء

نوٹ:۔ یہ لڑکی حضرت حکیم الامۃ کی چھوٹی لڑکی ایک سال کی تھی۔ اور اس کی وفات کے متعلق حضرت حکیم الامۃ کو خدائے تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ پہلے ہی بتا دیا تھا۔ یوں تو حضرت حکیم الامۃ خدائے تعالیٰ کی مقادیر سے پہلے ہی مسالمت نامہ رکھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جب قبل از وقت ان کو بتا دیا تھا۔ تو انہیں نہ صرف ایک راحت بخش

یقین اور معرفت پیدا ہوئی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے اس انعام اور فضل پر انہوں نے شکریہ کا اظہار کیا تھا۔ ان ایام میں نواب صاحب نے مولوی صاحب کو بلایا تھا۔ اسی وجہ سے آپ نہیں جا سکے تھے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۳ ملفوفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کہ مولوی صاحب اس قدر تکلیف کی حالت میں ہیں کہ اگر اور کوئی سبب بھی نہ ہوتا تب بھی اس لائق نہیں تھے کہ اس شدت گرمی میں سفر کر سکتے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہو جاتے ہیں۔ پیرانہ سالی کے عوارض ہیں۔ اور مولوی صاحب کی بڑی لڑکی سخت بیمار رہی ہے۔ کہتے ہیں اس کو بیماری سل ہو گئی ہے۔ علامات سخت خطرناک ہیں۔ نواسی بھی ابھی بیماری سے صحت یاب نہیں ہوئی۔ ان وجوہ کی وجہ سے درحقیقت وہ سخت مجبور ہیں۔ اور جو دو آدمی نکالے گئے تھے۔ یعنی غلام محی الدین اور غلام محمد۔ وہ کسی کی نمامی کی وجہ سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ خود مجھکو کئی قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کا قادیان میں رہنا خطرناک ہے۔ اور مجھے سرکاری مخبر نے خبر دے دی تھی۔ اور نہایت بد اور گندے حالات بیان کئے۔ اور وہ مستعد ہوا کہ میں ضلع میں رپورٹ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کے یہ کام

سپرد ہے۔ اور چاروں طرف سے ثبوت مل گیا کہ ان لوگوں کے حالات خراب ہیں۔ تب سخت ناچار ہو کر نرمی کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا گیا۔ لیکن باوجود اس قدر نرمی کے غلام محی الدین نے قادیان سے نکلتے ہی طرح طرح کے افتراء اور میرے پر بہتان لگانے شروع کر دئے۔ بٹالہ میں محمد حسین کے پاس گیا۔ اور امرت سر میں غزنویوں کے گروہ میں گیا۔ اور لاہور میں بدگوئی میں صدہا لوگوں میں وعظ کیا۔ چنانچہ ایک اشتہار زٹلی کا آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کا آدمی ہے۔ اور چونکہ سرکاری مخبر بھی ہماری جماعت کے حال لکھتے رہتے ہیں۔ اس لئے مناسب نہ تھا کہ ایسا آدمی قادیان میں رکھا جاتا۔ اور دوسرا آدمی اس کا دوست تھا والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی اللہ عنہ

(نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر نفس واقعات مندرجہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مئی ۱۸۹۸ء کا مکتوب ہے۔ اس میں غلام محی الدین نام جس شخص کا ذکر ہے۔ وہ راہوں ضلع جالندھر کا باشندہ تھا اور خاکی شاہ اس کا عرف تھا۔ وہ عیسائی بھی رہ چکا تھا۔ قادیان میں آیا اور اپنی اس اباحتی زندگی کو جو عیسائیت میں رہ چکا تھا۔ یہاں بھی جاری رکھنا چاہا۔ مگر حضرت اقدس تک جب اس کی شکایت پہونچی تو آپ نے اسے نکال دیا۔ اس کے ساتھ جس شخص غلام محمدؐ کا ذکر ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب میں اس کے متعلق اس قدر فرمایا ہے کہ وہ اس کا دوست تھا۔ در اصل ہم وطنی اور ہم صحبتی نے

اسے بھی اس وقت اس بہشت سے نکالا۔ لیکن چونکہ اس میں اخلاص اور سلسلہ کے لئے سچی محبت تھی۔ خدا نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ وہ اور اس کا سارا خاندان خدا کے فضل اور رحم سے نہایت مخلص ہے۔ خاکی شاہ نے جیسا کہ خود حضرت نے لکھدیا ہے۔ یہاں سے نکل کر اپنی بد باطنی کا عملی اظہار کر دیا۔ آخر وہ خائب خاسر رہکر مرگیا۔ اب اس کا معاملہ خدائے تعالیٰ سے ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی شفا کے لئے نماز میں اور خارج نماز میں دعا کرتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید ہے۔ کہ شفاء عطا فرما دے آمین ثم آمین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیچک خاص طور کے دانے ہوں گے۔ جن میں تیزی نہیں ہوتی۔ یہ خدائے تعالیٰ کا رحم ہے۔ کہ چیچک کے موذی سم سے بچایا ہے۔ اور چیچک ہو یا خسرہ ہو یہ دونوں طاعون کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے نکلنے سے طاعون کا مادہ نکل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد طاعون سے امن رہتا ہے۔ امید ہے۔ کہ آں محب ۵ اگست ۱۸۹۸ء سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو ادائے شہادت کے لئے روانہ قادیان فرمائیں گے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۶ جولائی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم	نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کلی صحت عطا فرماوے۔ چونکہ ان دنوں بباعث ایام برسات موسم میں ایک ایسا تغیر ہے۔ جو تپ وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے درحقیقت یہ سفر کے دن نہیں ہیں میں اس سے خوش ہوں کہ اکتوبر کے مہینہ میں آپ تشریف لاویں۔ افسوس کہ مولوی صاحب کے لئے نکاح ثانی کا کچھ بندوبست نہیں ہوسکا۔ اگر کوٹلہ میں یہ بندوبست ہوسکے تو بہتر تھا۔ آپ نے سن لیا ہوگا کہ مولوی صاحب کی جوان لڑکی چند خوردسال بچے چھوڑ کر فوت ہوگئی ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۴ ستمبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم	نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

دعاؤں کی تاثیرات | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں محب کے چار خط یکے بعد دیگرے پہونچے۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں میں نے ایک لازمی

امر تیار رکھا ہے۔ لیکن بے قرار نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کیوں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ دعاؤں کے لئے تاثیرات ہیں۔ اور ضرور ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک جگہ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس برس میں نے بعض دعائیں کیں جن کا کچھ بھی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور گمان گذرا کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آخر تیس برس کے بعد وہ تمام مقاصد میسر آ گئے۔ اور معلوم ہوا کہ تمام دعائیں قبول ہوگئیں ہیں۔ جب دیر سے دعا قبول ہوتی ہے۔ تو عمر زیادہ کی جاتی ہے۔

اور جب جلد کوئی مراد مل جاتی ہے۔ تو کمی عمر کا اندیشہ ہے۔ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ مطلب کے حصول کی بشارت خدائے تعالےٰ کی طرف سے سن لوں۔ لیکن وہ مطلب دیر کے بعد حاصل ہو تا موجب طول عمر ہو۔ کیونکہ طول عمر اور اعمال صالحہ بڑی نعمت ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ اور آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ

یعنی تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدائے تعالےٰ نے اس قدر کمی رکھی ہوئی ہے۔ کہ کچھ تعجب نہیں

کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بھی برا کہہ بیٹھیں۔ اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں بہت مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں۔

اشتہار رشتہ کے لئے آپ کی شرط موجود نہیں۔ ایم۔ اے صاحب اگرچہ بہت صالح نیک چلن جوان خوش رو جنٹلمین ہر طرح سے لائق نیک چلن بہت سی نیک صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ نہ پٹھان ہیں نہ مغل۔ نہ سید نہ قریشی۔ بلکہ اس ملک کے زمینداروں میں سے ہیں۔ غریب خاندان میں سے ہیں۔ میری بیوی کا برادر حقیقی محمد اسمٰعیل اٹھارہ سالہ خاندانی سید ہے ایف۔ اے میں پڑتا ہے۔ مگر افسوس کہ کوئی آمدنی اُن کے پاس نہیں۔ اوّل شاید سلاطین اسلامیہ کی طرف سے پچیس ہزار کی جاگیر تھی۔ وہ ۱۸۵۷ء میں ضبط ہو گئی اور کچھ تھوڑا ان لوگوں کو ملتا ہے۔ جس میں سے ۵ ماہوار میر صاحب کی والدہ کو ملتا ہے بس والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نواب صاحب کیلئے دعا مُحِبّی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہونچا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ آپ کو اس نے اپنے فضل وکرم سے شفا بخشی۔ میں نے آپ کے لئے اب کی دفعہ غم اٹھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس جگہ قادیان میں جس بڑی عمر کے آدمی کو جو اسّی برس سے زیادہ کی عمر کا تھا۔ چیچک نکلی وہ جاں بر نہیں ہو سکا۔ ہمارے ہمسایوں میں دو جوان عورتیں اسی مرض سے راہی ملک بقا ہوئیں۔ آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ یہ بیماری اس عمر میں نہایت خطرناک تھی۔ بالخصوص اب کی دفعہ یہ چیچک وبائی طرح پر ہوئی ہے۔ اس لئے نہایت اضطراب اور دلی درد سے نماز پنجگانہ میں اور خارج نماز گویا ہر وقت دعا کی گئی۔ اصل باعث عاقبت خدا کا فضل ہے جو بموجب وعدہ اللہ سے بہت سی امیدیں اس کے فضل کے لئے ہو جاتی ہیں مجھے کثرت مخلصین کی وجہ سے اکثر زمانہ غم میں ہی گذرتا ہے۔ ایک طرف فراغت پاتا ہوں۔ دوسری طرف سے پریشانی لاحق حال ہو جاتی ہے۔ خدائے تعالیٰ کی بہت سی عنایات کی ضرورت ہے۔ جس کو میں مشاہدہ بھی کرتا ہوں۔ [دوسروں کے لئے غم] اب یہ غم لگا ہوا ہے۔ کہ چند دفعہ الہامات اور خوابوں سے طاعون کا غلبہ پنجاب میں معلوم ہوا تھا۔ جس کے ساتھ یہ بھی تھا۔ کہ لوگ توبہ کریں گے۔ اور نیک چلن ہو جائیں گے تو خدائے تعالیٰ اس گھر کو بچالے گا۔ لیکن نیک ہونے کا بڑا مشکل ہے اگرچہ بدچلن بد معاش اور طرح طرح کے جرائم ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر پنجاب میں وبائے طاعون یا ہیضہ پھوٹا تو بڑی مصیبت ہوگی

بہت سے گھروں میں ماتم ہو جائیں گے۔ بہت سے گھر ویران ہو جائیں گے
مرزا خدا بخش صاحب پہنچ گئے۔ ان کے گھر میں بیماری ہے۔ تپ روز چڑھتا
ہے۔ اور جگر اور معدہ ضعیف معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی دوسری
لڑکی انہیں دنوں سے بیمار ہے۔ جبکہ آپ نے بلایا تھا۔ اب بظاہر ان کی
زندگی کی چنداں امید نہیں۔ حواس میں بھی فرق آگیا ہے۔ اور مولوی صاحب
بھی ہفتہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو جاتے ہیں بعض دفعہ خطرناک بیماری ہوتی ہے

اپنی جماعت کے لئے قبرستان میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی
جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے جس طرح مدینہ
میں بنایا گیا تھا۔ بقول شیخ سعدی

کہ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے۔ جس کو شریعت میں معتبر سمجھا
گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں۔ کہ کہاں بنایا جاوے۔ امید کہ
خدائے تعالیٰ کوئی جگہ میسر کر دے گا۔ اور اس کے اردگرد ایک دیوار
چاہیئے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۶ راگست ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تریاق الٰہی عنایت نامہ معہ مبلغ دوسو روپیہ مجھکو ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

ہر ایک مرض اور غم سے نجات بخشے۔ آمین ثم آمین۔ خط میں سو روپیہ لکھا ہوا تھا۔ اور حامل خط نے دو سو روپیہ دیا۔ اس کا کچھ سبب معلوم نہ ہوا۔ میں عنقریب دوائی طاعون آپ کی خدمت میں مع مرہم عیسیٰ روانہ کرتا ہوں اور جس طور سے یہ دوائی استعمال ہو گی آج اس کا اشتہار چھاپنے کی تجویز ہے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اشتہار ہمراہ بھیج دوں گا۔ بہتر ہے کہ یہ دوا ابھی سے آپ شروع کر دیں۔ کیونکہ آئندہ موسم بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ الہاماً معلوم ہوا تھا۔ وہ خبر بھی اندیشہ ناک ہے۔ میرے نزدیک ان دنوں میں دنیا کے غموم وہموم کچھ مختصر کرنے چاہئیں۔ دن بہت سخت ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو آپ اپنے بھائیوں کو بھی نصیحت کریں اور اگر وہ باز نہ آویں تو آپ کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جو گلٹیاں آپ کے نکلی ہیں۔ وہ انشاء اللہ سینک دینے اور دوسری تدبیروں سے جو مولوی صاحب تحریر فرمائیں گے اچھی ہو جائینگی ان دنوں التزام نماز ضروری ہے مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ دن دنیا کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور موت اور دکھ کے دن ہیں۔ اب بہر حال متنبہ ہونا چاہیئے۔ عمر کا کچھ بھی اعتبار نہیں میں نے خط کے پڑھنے کے بعد آپ کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اور امید ہے کہ خدائے تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ مجھے اس بات کا خیال ہے۔ کہ

ایام بلا کا علاج

اس شور قیامت کے وقت جسکی مجھے الہام الٰہی سے خبر ملی ہے۔ حتی الوسع اپنے عزیز دوست قادیان میں ہوں۔

مگر سب بات خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۲ جولائی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب سردار محمد علی خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ خدائے تعالیٰ فرزند نوزاد کو مبارک اور عمر دراز کرے آمین ثم آمین۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جب کم دنوں میں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ تو دوسرے تیسرے روز ضرور ایک چمچہ کیسٹرائل دیدیتے ہیں۔ اور لڑکے کے بدن پر تیل ملتے رہتے ہیں حافظ حقیقی خود حفاظت فرماوے۔ اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین
دعا میں آپ کے لئے مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۱ نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۰ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی مرحومہ کیلئے توجہ اور الحاح سے دعائے مغفرت کرونگا۔ اس جگہ

موسمی بخار سے گھر میں اور بچوں کو بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کی بیوی بھی تپ ۔اب طاعون بھی ہمارے ملک سے نزدیک آگئی ہے۔ خدائے تعالیٰ کا رحم درکار ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔

مکتوب نمبر ۱۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خسرہ کا نکلنا ایک طرح پر جائے خوشی ہے۔ کہ اس سے طاعون کا مادہ نکلتا ہے۔ اور انشاء اللہ تین سال امن کے ساتھ گذرتے ہیں۔ کیونکہ طبی تحقیق سے خسرہ اور چیچک کا مادہ اور طاعون کا مادہ ایک ہی ہے۔ آپ تین تین چار چار رتی جدوار رگڑ کر کھاتے رہیں۔ کہ اس مادہ اور طاعون کے مادہ کا یہ تریاق ہے۔ میں ہر وقت نماز میں اور خارج نماز کے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ خط پہونچنے پر تردد ہوا۔ اس لئے جلدی سے مرزا خدا بخش آپ کی خدمت میں پہونچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مقدمہ انکم ٹیکس

اور میرے پر عدالت ضلع گورداسپور کی طرف سے تحصیل میں ایک مقدمہ انکم ٹیکس ہے۔ جس میں مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چھ سات اور آدمی اور نیز مرزا خدا بخش صاحب میری طرف سے گواہ ہیں

امید کہ تاریخ سے تین چار روز پہلے ہی مرزا صاحب کو روانہ قادیان فرماویں ۔ اور حالات سے جلد از جلد مطلع فرماتے رہیں۔ خدائے تعالےٰ حافظ ہو۔

(نوٹ) اس خط پر حضرت اپنا نام بھول گئے ہیں۔ اور تاریخ بھی درج نہیں ہوئی۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ معہ دوسرے خط کے جو آپ کے گھر کے لوگوں کی طرف سے تھا۔ جس میں صحت کی نسبت لکھا ہوا تھا پہونچا۔ بعد پڑھنے کے دعا کی گئی۔ اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت میں ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بدست مرزا خدا بخش صاحب مبلغ تین سو روپیہ کے تین نوٹ بھی پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ ان کے لڑکے کا حال ابھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ گو پہلی حالت سے کچھ تخفیف ہے۔ مگر اعتبار کے لائق نہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہٗ

مکتوب نمبر ۲۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۸ اپریل ۱۸۹۹ء) نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

دوستوں کے پاس رہنے کی تجویز

عنایت نامہ پہونچا۔ اگرچہ آں محب کی ملاقات پر بہت مدت گذر گئی ہے۔ اور دل چاہتا ہے۔ کہ اور دوستوں کی طرح آپ بھی تین چار ماہ تک میرے پاس رہ سکیں۔ لیکن اس خانہ داری کے صدمہ سے جو آپ کو پہونچ گیا ہے۔ بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں یہ روک کچھ ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ ایک دو سال تک بھی دور ہو سکے بلکہ یہ دائمی اور اس وقت تک ہے۔ کہ ہم دنیا سے چلے جائیں۔ غرض سخت مزاحم معلوم ہوتی ہے۔ صرف یہ ایک تدبیر ہے۔ کہ آپ کی طرف سے ایک زنانہ مکان بقدر کفایت قادیان میں تیار ہو۔ اور پھر کبھی کبھی معہ قبائل اور سامان کے اس جگہ آجایا کریں۔ اور دو تین ماہ تک رہا کریں لیکن یہ بھی کسی قدر خرچ کا کام ہے۔ اور پھر ہمت کا کام ہے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اسباب پیدا کر دے۔ اور اپنی طرف سے ہمت اور توفیق بخشے۔ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے وقت آخر کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے۔ دینی سلسلہ کو کامل کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ دانشمند کے لئے فجر سے شام تک زندگی کی امید نہیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے کسی سے یہ عہد نہیں کیا۔ کہ اس مدت تک زندہ رہیگا۔ ماسوا اس کے ہمارے ملک میں طاعون نے ہی ایسے پیر جمائے ہیں۔ کہ دن بدن

بے ثباتی دنیا

خطرناک حالت معلوم ہوتی ہے۔ مجھے ایک الہام میں معلوم ہوا تھا۔ کہ اگر لوگوں کے اعمال میں اصلاح نہ ہوئی۔ تو طاعون کسی وقت جلد پھیلے گی۔ اور سخت پھیلے گی۔ ایک گاؤں کو خدا محفوظ رکھیگا۔ وہ گاؤں پریشانی سے بچایا جائے گا۔ میں اپنی طرف سے گمان کرتا ہوں۔ کہ وہ گاؤں غالباً قادیان ہے۔ اور بڑا اندیشہ ہے۔ کہ شاید آئندہ سال کے ختم ہونے تک خطرناک صورت پر طاعون پھیل جائے اس لئے میں نے اپنے دوستوں کو یہ بھی صلاح دی تھی کہ وہ مختصر طور پر قادیان میں مکان بنالیں۔ مگر یہی وقت ہے۔ اور پھر شاید وقت ہاتھ سے جاتا رہے۔ سو آں محب بھی اس بات کو سوچ لیں۔ اور عید کی تقریب پر اکثر احباب قادیان آئیں گے۔ اور بعض دینی مشورے بھی اسی دن پر موقوف رکھے گئے ہیں۔ سو اگر آں محب آنہ سکیں۔ جیسا کہ ظاہری علامات ہیں۔ تو مناسب ہے کہ ایک ہفتہ کے لئے مرزا خدا بخش صاحب کو بھیجدیں۔ تا ان مشوروں میں شامل ہو جائیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں سب خیریت ہے۔

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

مکتوب نمبر ۲۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم　۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء　نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل سے میرے گھر میں بیماری کی شدت بہت ہو گئی ہے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں بھی تپ تیز چڑھتا ہے۔ اسی طرح تمام گھر کے لوگ یہانتک کہ گھر کے بچے بھی بیمار ہیں۔ اگر مرزا خدا بخش صاحب آجائیں۔ تو اپنے گھر کی خبر لیں۔ اس قدر بیماری ہے کہ ایک شخص دوسرے کے حال کا پرساں نہیں ہو سکتا۔ حالات تشویش ناک ہیں۔ خدائے تعالےٰ فضل کرے امید ہے۔ کہ آپ حسب تحریر میرے استقامت اور استواری سے کام لیکر جلد تر تجویز شادی فرمادیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج صدمۂ عظیم کی تار مجھ کو ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کے عوض کوئی آپ کو بھاری خوشی بخشے۔ میں اس درد کو محسوس کرتا ہوں۔ جو اس ناگہانی مصیبت سے آپ کو پہونچا ہو گا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ خدائے تعالےٰ ہر ایک بلا سے آپ کو بچائے۔ اور پردۂ غیب سے اسباب راحت آپ کے لئے میسر کرے۔ میرا اس وقت آپ کے درد سے دل دردناک ہے۔ اور سینہ غم سے

بھرا ہے۔خیال آتا ہے کہ

دنیا کیسی بے بنیاد ہے۔

ایک دم میں ایسا گھر کہ عزیزوں اور پیاروں سے بھرا ہوا ہو۔ ویران بیابان دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اس رفیق کو غریق رحمت کرے۔ اور اس کی اولاد کو عمر اور اقبال اور سعادت بخشے۔ لازم ہے۔ کہ ہمیشہ ان کو دعائے مغفرت میں یاد رکھیں۔میری یہ بڑی خواہش رہی۔ کہ آپ ان کو قادیان میں لاتے۔ اور اس خواہش سے مدعا یہ تھا۔ کہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر اس گروہ میں شریک ہو جاتے۔ کہ جو خدا تعالےٰ تیار کر رہا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ کی بعض مجبوریوں سے یہ خواہش ظہور میں نہ آئی۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

رؤیا میں نے کچھ دن ہوئے خواب میں آپ کی نسبت کچھ بلا اور غم کو دیکھا تھا۔ ایسے خوابوں اور الہاموں کو کوئی ظاہر نہیں کرسکتا۔ مجھے اندیشہ تھا آخر اس کا یہ پہلو ظاہر ہوا۔ یہ تقدیر مبرم تھی جو ظہور میں آئی۔ معلوم ہوتا ہے علاج میں بھی غلطی ہوئی۔ یہ رحم کی بیماری تھی۔ اور بباعث کم دنوں میں رحم کے زہریلے مواد کا علاج پیدا ہونے کے زہریلا مواد رحم میں ہوگا۔ اگر خدائے تعالےٰ چاہتا تو علاج یہ تھا۔ کہ ایسے وقت پچکاری کے ساتھ رحم کی راہ سے آہستہ آہستہ یہ زہر نکالا جاتا۔ اور تین چار دفعہ روزہ پچکاری ہوتی۔ اور کیسٹرائل سے خفیف سی تلیین طبع بھی ہوتی۔ اور عنبر اور مشک وغیرہ سے ہر وقت دل کو قوت دیجاتی۔ اور اگر خون نفاس

بند تھا۔ تو کسی قدر رواں کیا جاتا۔ اور اگر بہت آتا تھا تو کم کیا جاتا۔ اور زنجبیل اور ہینگ وغیرہ سے تشنج اور غشی سے بچایا جاتا۔ لیکن جب کہ خدائے تعالےٰ کا حکم تھا تو ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ پہلی دو تاریں ایسے وقت میں پہونچیں۔ کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار تھے۔ اور اب بھی بیمار ہیں۔ تیسرا مہینہ ہے دست اور مروڑ ہیں۔ کمزور ہو گئے ہیں۔ بعض وقت ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ کہ میں ڈرتا ہوں کہ غشی پڑ گئی۔ اور حاملہ کی غشی گویا موت ہے۔ دعا کرتا ہوں مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے مجھے دعا کا موقعہ بھی نہ ملا۔ تاریں بہت بے وقت پہونچیں۔ اب میں یہ خط اس نیت سے لکھتا ہوں کہ آپ پہلے ہی بہت نحیف ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ بہت غم سے آپ بیمار نہ ہو جائیں۔ اب اس وقت آپ بہادر بنیں۔ اور استقامت دکھلائیں۔ ہم سب لوگ ایک دن نوبت بہ نوبت قبر میں جانے والے ہیں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ غم کو دل پر غالب ہونے نہ دیں۔ میں تعزیت کے لئے آپ کے پاس آتا۔ مگر میری بیوی کی ایسی حالت ہے۔ کہ بعض وقت خطرناک حالت ہو جاتی ہے۔ مولوی صاحب کے گھر میں بھی حمل ہے۔ شاید چھٹا ساتواں مہینہ ہے۔ وہ بھی آئے دن بیمار رہتے ہیں۔ آج مرزا خدابخش صاحب بھی لاہور سے قادیان آئے۔ شاید اس خط سے پہلے آپ کے پاس پہونچیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۸ نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۶ ملفوف

یہ خط مرزا خدا بخش صاحب کے نام ہے۔ چونکہ نواب صاحب ہی کے خط میں دوسرے ورق پر لکھا گیا ہے۔ اس لئے میں نے بھی اسی سلسلہ میں اسے درج کر دیا ہے (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم مرزا خدا بخش صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل میرے گھر میں والدہ محمود کو تپ اور گھبراہٹ اور بدحواسی کی سخت تکلیف ہوئی۔ اور ساتھ ہی عوارض اسقاط حمل کے ظاہر ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چند منٹوں کے بعد خاتمہ زندگی ہے۔ اب اسوقت کسی قدر تخفیف ہے۔ مگر چونکہ تپ نوبتی ہے۔ اس لئے کل کا اندیشہ ہے۔ اور آپ کے گھر میں سخت تپ چڑھتا ہے۔ اندیشہ زیادہ ہے۔ اگر رخصت لے کر آجائیں تو بہتر ہے۔ آج کل کے تپ اندیشناک ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ اور آتے وقت ایک روپیہ کے انار بیدانہ لے آویں۔ اور کچھ نہ لاویں۔ کہ تمام بچے بیمار ہیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اس وقت حفظ ماتقدم کے طور پر امراض خون کے لئے گولیاں بھیجتا ہوں ۔ جن سے انشاء اللہ القدیر مادہ جذام کا استیصال ہوتا ہے ۔ شرط یہ ہے کہ ایک گولی جو بقدر تین فلفل کے ہو ۔ ہمراہ آب زلال مہندی کھائی جائے ۔ اسطرح پر کہ ایک ماشہ برگ حنا یعنی مہندی رات کو بھگو یا جاوے ۔ اور پانی صرف تین چار گھونٹ ہو صبح اس پانی کو صاف کر کے ہمراہ اس گولی کے پی لیں ۔ شیرینی نہیں ملانی چاہیئے ۔ پھیکا پانی ہو پانی تلخ ہوگا ۔ مگر ضروری شرط ہے ۔ کہ پھیکا پیا جاوے ۔ یہ رعایت رکھنی چاہیئے ۔ کہ ایک ماشہ سے زیادہ نہ ہو ۔ جب برداشت ہو جائے ۔ تو دو ماشہ تک کر سکتے ہیں ۔ ہر ایک میٹھی چیز سے حتی الوسع پرہیز رہے ۔ کبھی کبھی کھالیں اور مہینہ میں سے ہمیشہ دس دن دوا کھالیا کریں ۔ بیس دن چھوڑ دیا کریں ۔ یہ دوا انشاء اللہ نہایت عمدہ ہے ایسے امراض میں حفظ ماتقدم کے طور پر ہمیشہ دوا کو استعمال کرنا ضروری ہے ۔ یعنی مہینہ میں دس دن ۔ والسلام ۔

امراض خون کا بذریعہ مہندی علاج

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

نوٹ:- اس خط پر کوئی تاریخ نہیں - اور یہ خط بذریعہ ڈاک نہیں بھیجا گیا بلکہ جیسا کہ اس خط پر ایک نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے - بدست میاں کریم بخش بھیجا گیا - مگر دوسرے خط سے جو اس دوائی کے متعلق ہے - کہ جون ۱۸۹۹ء کا ہے - (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اقدسؑ کی علالت طبع

میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا - میری کچھ ایسی حالت ہے - کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے - اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے - جس میں اگر خدائے تعالےٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے - تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے - آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا - اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے - رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا - میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائیتعالیٰ کے بھروسہ پر زندگی ہے - ورنہ دل جو رئیس بدن ہے - بہت ضعیف ہو گیا ہے -

آپ نے دوا کے بارے میں جو دریافت کیا تھا - ایام امید میں دوا ہرگز نہیں

کھانی چاہیئے۔ اور نہ ہمیشہ کھانی چاہیئے۔ کبھی ایک ہفتہ کھا کر چھوڑ دیں اور ایک دو ہفتہ چھوڑ کر پھر کھانا شروع کریں۔ مگر ایام حمل میں قطعاً ممنوع یعنی ہرگز نہیں کھانی چاہیئے۔ جب تک بچہ پیدا ہو کر دو مہینہ نہ گذر جائیں۔ اگر سرعت تنفس یا اختلاج قلب ہو تو تدبیر غذا کافی ہے۔ یعنی دودھ مکھن چوزہ کا پلاؤ استعمال کریں۔ بہت شیرینی سے پرہیز کریں۔ شیرہ بادام مقشر الائچی سفید ڈال کر پیویں۔ موسم سرما میں اسکاٹش ایمکیش استعمال کریں۔ یعنی مچھلی کا تیل جو سفید اور جما ہوا شہد کی طرح یا دہی کی طرح ہوتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ دل کا مقوی ہے۔ پھیپھڑہ کو بہت فائدہ کرتا ہے۔ چہرہ پر تازگی اور رونق اور سرخی آتی ہے۔ لاہور سے مل سکتا ہے۔ مگر میری دانست میں ان دنوں میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ کسی قدر حرارت کرتا ہے۔ ان دنوں میں سادہ مقوی غذائیں مکھن۔ گھی دودھ اور مرغن پلاؤ استعمال کرنا کافی ہے۔ اور کبھی کبھی شیرہ بادام استعمال کرنا وہ دوا یعنی گولیاں وہ ہمیشہ کے استعمال کے لئے نہیں ہے۔ ایک گولی خوراک کافی ہے۔ اگر مہندی کا پانی بھی نہ پی سکیں تو یونہی کھائیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ مہندی بھی ایک زہر کی قسم ہے۔ اگر پانی پیا جائے تو صرف احتیاط ہے ایک ماشہ برگ مہندی بھگوئیں وزن کر کے بھگوئیں۔ ہرگز اس سے زہر نہ ہو۔ کیوں کہ زیادہ سخت تکلیف دہ ہے۔ اس پانی کے ساتھ گولی کھائیں۔ اور اگر پانی مہندی کا پیا نہ جائے۔ تو عرق گاؤزبان کے ساتھ کھائیں۔ ہمیشہ کثرت شیرینی سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ زیادہ خیریت ہے اس وقت

بھی میری طبیعت بحال نہ تھی۔ لیکن بہرحال یہ خط میں نے لکھدیا۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰ جون ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۲۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مجھے منظور ہے۔ کہ مرزا خدابخش صاحب کی سوانگی ۱۰ ستمبر ۱۸۹۹ء تک ملتوی رکھی جاوے۔ اور آپ کی قادیان میں تشریف آوری کے لئے میں پسند نہیں کرتا کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کے پہلے آپ تشریف لاویں۔ کیونکہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء سے پہلے سخت گرمی اور پریشانی اور بیماریوں کے دن ہیں۔ ریل کی سواری بھی ان دنوں میں ایک عذاب کی صورت معلوم ہوتی ہے۔ اور معدہ ضعیف اور دبائی ہوا حرکت میں ہوتی ہے۔ لیکن ۲۲ ستمبر کے بعد موسم میں ایک صریح انقلاب ہو جاتا ہے۔ اور رات کے وقت اندر سو سکتے ہیں۔ اور اطمینان کے ساتھ حالت رہتی ہے۔ اس موسم میں۔ ارادہ کو ۲۲ ستمبر پر مصمم فرماویں۔ اور اس سے پہلے موسم کچا اور سفر کرنا خطرناک ہے یہی صلاح بہتر ہے۔ کوئی ایسی تجویز ہو آپ کے لئے اس جگہ کوئی سامان تیار ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اس خط پر کوئی تاریخ تو درج نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جولائی

کے آخر یا اگست ۱۸۹۹ء کے شروع کا ہے۔ حضرت اقدس نے جو خواہش نواب صاحب کیلئے مکان کی فرمائی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے وہ بھی پوری کر دی (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۰ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ پہونچا۔ حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیساکہ یہ الہام ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق اور جیسا کہ یہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔

الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ آنا

نوٹ:۔ ایک قرأت اس الہام کی یہ بھی ہے۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہین میں درج ہے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی۔ منہ

ایسے ہی بہت سے ایسے الہام ہیں۔ جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ جو اس نبوت و رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت مراد ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے تو صرف اسقدر

مراد ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے۔ کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنیوالا یا معارف پوشیدہ بتانیوالا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ ہوتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے۔ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے اس کو دیکھنا در حقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے۔ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔

نبوت کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے۔ اور دنیا میں بھیجے گئے نہ اسلئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں۔ ہمیشہ شیاطین کی راہزنی سے اپنے تئیں بچانا۔ چاہیئے۔ اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پھیلانا چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارا

آنے کی علت غائی ہے۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے۔ کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدائے تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ

اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے۔ اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے۔ وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض

معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دِہ ہوگا اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔ ۷ / اگست ۱۸۹۹ء

نوٹ:۔ اس مکتوب میں حضور نے اپنے دعوئے نبوت و رسالت کی حقیقت کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعوی سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا۔ جو آپ کے معاندین و منکرین نے آپکی طرف منسوب کیا۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ اور کسی قدر اسوقت دیدوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں

تریاق جدید

پڑی ہیں - جیسے مشک - عنبر - نرتبی - مروارید - سونے کا کشتہ - فولاد یاقوت احمر کونین - فاسفورس - کہربا - مرجان - صندل - کیوڑہ - زعفران یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں - اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے - یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ - مقوی جگر - مقوی معدہ - مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے - مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا - لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے - اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا - چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے - اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا - بہر حال یہ دوا خدائے تعالےٰ کے فضل سے تیار ہو گئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے - لیکن اسقدر بھی محض خدائے تعالےٰ کی عنایت سے تیار ہوئی - خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے - تا گرمی نہ کرے - نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے - اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے - اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے - سُرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں - کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں - اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے - اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیجد لگا موجود ہیں -

مرزا خدا بخش کو نصیبین میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے -

خدائے تعالےٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے ہوتے ہیں - جو

ہر وقت ہاتھ نہیں آتے۔ کیا تعجب کہ خدائے تعالےٰ آپ کی اس خدمت سے آپ پر راضی ہو جاوے۔ اور دین اور دنیا میں آپ پر برکات نازل کرے۔ کہ آپ چند ماہ اپنے ملازم خاص کو خدا تعالیٰ کا ملازم ٹھیرا کر اور بدستور تمام بوجھ اس کی تنخواہ اور سفر خرچ کا اپنے ذمہ پر رکھکر اس کو روانہ نصیبین وغیرہ ممالک بلاد شام کریں۔ میرے نزدیک یہ موقعہ ثواب کا آپ کے لئے وہ ہوگا۔ کہ۔

شاید پھر عمر بھر ایسا موقعہ ہاتھ نہ آوے

مگر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ جانے سے پہلے دس بیس دن میرے پاس رہیں تا وقتاً فوقتاً ضروری یادداشتیں لکھ لیں۔ کیونکہ جس جگہ جائیں گے وہاں ڈاک نہیں پہونچ سکتی۔ جو کچھ سمجھایا جائے گا پہلے ہی سمجھایا جائیگا۔ اور میرے لئے یہ مشکل ہے کہ سب کچھ مجھے ہی سمجھانا ہوتا ہے۔ اور ابھی تک ہماری جماعت کے آدمی اپنے دماغ سے کم پیدا کرتے ہیں۔ سو ضروری ہے کہ دو تین ہفتہ میرے پاس رہیں۔ اور میں ہر ایک مناسب امر جیسا کہ مجھے یاد آتا جائے ان کی یادداشت میں لکھا دوں۔ جس وقت آپ مناسب سمجھیں ان کو اس طرف روانہ فرما دیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء تک آپ قادیان میں ضرور تشریف لادیں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ

۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۳۲ ملفوف

الله

۹ نومبر ۱۸۹۹ء

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پانچ سو روپیہ کا نوٹ اور باقی روپیہ یعنی ۵۰۰ پہونچ گئے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ دو آدمی جو نصیبین میں برفاقت مرزا خدا بخش صاحب بھیجے جائیں گے۔ ان کے لئے پانچسو روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا تحریر آں محب اطلاع دی گئی ہے۔ کہ پانچسو روپیہ ان کی روانگی کے لئے چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ نومبر ۱۸۹۹ء تک آں محب تشریف لائینگے باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان

نوٹ:۔ اس خط میں نواب صاحب کے آنے کی جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ صاف پڑھی نہیں گئی۔ غالباً آخر نومبر کی کوئی تاریخ ہوگا نصیبین کا مشن بعد میں بعض مشکلات کی وجہ سے بھیجا نہ جاسکا۔ گو اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔

اس خط پر جیسا کہ حضرت کا عام معمول تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی نہیں لکھا۔ مگر وہ نشان جس کے گرد میں نے حلقہ دیدیا ہے۔ جو اللہ پڑھا جاتا ہے۔ درج ہے۔ بہر حال آپ نے بسم اللہ ہی سے اسکو شروع فرمایا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۳ ملفوف

۲۹ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ دوبارہ ہی لکھا ہے

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نواب صاحب کے اخلاص کا مقام

عنایت نامہ بدست مولوی محمد اکرم صاحب مجھ کو ملا۔ اور اول سے آخر تک پڑھا گیا۔ دل کو اس سے بہت درد پہونچا۔ کہ ایک پہلو سے تکالیف اور ہموم و غموم جمع ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ان سے مخلصی عطا فرماوے۔ مجھکو (جہانتک انسان کو خیال ہو سکتا ہے، یہ خیال جوش مار رہا ہے۔ کہ آپ کے لئے ایسی دعا کروں جس کے آثار ظاہر ہوں۔ لیکن میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حیران ہوں کہ باوجودیکہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں۔ جو صرف چھ سات آدمی ہیں۔ پھر بھی ابھی تک مجھکو ایسی دعا کا پورا موقعہ نہیں مل سکا۔

دعا کی ایک قسم

دعا تو بہت کی گئی اور کرتا ہوں۔ مگر ایک قسم کی دعا کی ہوتی ہے۔ جو میرے اختیار میں نہیں۔ غالباً کسی وقت کسی قدر ظہور میں آئی ہوگی۔ اور اس کا اثر یہ ہؤا ہوگا۔ کہ پوشیدہ آفات کو خدائے تعالیٰ نے ٹال دیا۔ لیکن میری دانست میں ابھی تک اکمل اور اتم طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ مرزا خدا بخش صاحب کا اس جگہ ہونا بھی بہت یاد د[illegible]

کا موجب ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی وقت کوئی ایسی گھڑی آجائے گی۔ کہ یہ مدعا کامل طور پر ظہور میں آجائیگا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے اور کامل طور پر قوت ایمان عطا فرماوے۔ اور ہر طرح سے امن میں رکھے۔ تب اس کے باقی ہموم و غموم کچھ چیز نہیں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ دو تین ماہ تک میرے پاس رہیں۔ نہ معلوم کہ یہ موقعہ کب ہاتھ آئے گا۔ اور مدرسہ کے بارے میں انشاء اللہ استخارہ کرونگا۔ اگر کچھ معلوم ہوا تو اطلاع دونگا۔ باقی ہر طرح خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب نمبر ۳۴ ملفوف

۷؍ اگست ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا تحفہ پارچات نفیس و عمدہ جو آپ نے نہایت درجہ کی محبت اور اخلاص سے عطا فرمائے تھے مجھکو مل گئے ہیں اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک پارچہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آں محب نے بڑی محبت اور اخلاص سے ان کو تیار کرایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں اپنے بے انتہا اور نہ معلوم کرم اور فضل آپ پر کرے۔ اور لباس التقویٰ سے کامل طور سے اولیاء اور صلحاء کے رنگ سے مشرف

کا موجب ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ کسی وقت کوئی ایسی گھڑی آجائے گی۔کہ یہ مدعا کامل طور پر ظہور میں آجائیگا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے اور کامل طور پر قوت ایمان عطا فرماوے۔اور ہر طرح سے امن میں رکھے۔تب اس کے باقی ہموم وغموم کچھ چیز نہیں۔میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ دو تین ماہ تک میرے پاس رہیں۔نہ معلوم کہ یہ موقعہ کب ہاتھ آئے گا۔اور مدرسہ کے بارے میں انشاء اللہ استخارہ کرونگا۔اگر کچھ معلوم ہوا تو اطلاع دونگا۔باقی ہر طرح خیریت ہے۔والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب نمبر ۳۴ ملفوف

۷؍ اگست ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا تحفہ پارچات نفیس وعمدہ جو آپ نے نہایت درجہ کی محبت اور اخلاص سے عطا فرمائے تھے مجھ کو مل گئے ہیں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ہر ایک پارچہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔کہ آں محب نے بڑی محبت اور اخلاص سے ان کو تیار کرایا ہے۔اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں اپنے بے انتہا اور نہ معلوم کرم اور فضل آپ پر کرے۔اور لباس التقویٰ سے کامل طور سے اولیاء اور صلحاء کے رنگ سے مشرف

فرماوے ایک بڑی خواہش ہے۔ کہ آپ فرصت پاکر تشریف لاویں۔ کیونکہ اب تک ایک سوئی اور مخالطت کی صحبت کا آپ کو اتفاق نہیں ہؤا۔ اور جو کچھ آنمحب نے صاحب کمشنر کی زبانی سنا تھا۔ اس کی کچھ بھی پروا نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور خیال انگریزی سلطنت کی نسبت بخیر اور نیک ہے۔ اس لئے آخر انگریزوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ تہمتیں ہیں۔ کوئی تردد کی جگہ نہیں۔ اور علالت طبیعت کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا۔ خدائے تعالےٰ کا فضل درکار ہے۔ سب خیر ہے۔ میں بہت دعا کرتا ہوں۔ بہتر ہے کہ اکثر مچھلی کے تیل کا استعمال شروع رکھیں۔ اور جو تریاق الٰہی میں نے بھیجا تھا۔ ان میں سے یعنی دونوں قسموں میں سے کھایا کریں بہت مفید ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے گھر کی نسبت لکھا تھا۔ کہ مجھ کو کچھ بہت خوش نہیں رکھتیں۔ اس میں میری طرف سے یہی نصیحت ہے۔ کہ آپ اپنے گھر کے لوگوں سے بہت احسان اور خلق اور مدارت سے پیش آیا کریں۔ اور غائبانہ دعا کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

خیرکم خیرکم لاہلہ

انشاء اللہ بہت خوبیاں پیدا ہو جائیں گی۔ دنیا ناپائیدار ہے۔ ہر ایک جگہ اپنی مروت اور جوانمردی کا نمونہ دکھلانا چاہیئے۔ اور عورتیں کمزور ہیں وہ اس نمونہ کی بہت محتاج ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ مرد خلیق پر خدائے تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ میں بہ سبب ایام صیام اور عید کے خط نہیں لکھ سکا۔ آج خط لکھا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ایک ضروری نوٹ از خاکسار ایڈیٹر

مکتوبات کا یہ حصہ جو میں یہاں دے رہا ہوں۔ یہ مکرمی خانصاحب میاں عبدالرحمن خاں صاحب خلف الرشید حضرت نواب صاحب قبلہ کے ذریعہ مجھے میسر آیا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ان خطوط کے لفافہ نہیں رکھے گئے۔ ورنہ ہر خط (جس پر تاریخ درج نہیں) کی تاریخ کا بآسانی پتہ لگ سکتا تھا۔ اب بھی واقعات کے تاریخی سلسلہ سے ان کی تاریخ کا پتہ لگانا مشکل نہیں۔ مگر میں دارالامان قادیان سے دور ساحل بمبئی پر انہیں ترتیب دے رہا ہوں۔ جہاں اس قسم کا سامان مجھے میسر نہیں ہے۔ اس لئے ہر خط پر نوٹ دینے کی بجائے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نوٹ ان خطوط سے پہلے دے دوں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔ اگر کسی خط پر مزید کسی صراحت کی ضرورت ہوئی ہے۔ تو وہاں بھی میں نے نوٹ دے دیا ہے

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دس روز کے قریب ہو گیا۔ کہ آپ کو دیکھا نہیں۔ غائبانہ آپ کی شفاء کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مگر چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس اگر سنت عیادت کا

ثواب بھی حاصل کروں۔ آج سرگردانی سے بھی فراغت ہوئی ہے۔ اور لڑکی کو بھی بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۲۷ اگست ۱۹۰۳ء

مکتوب نمبر ۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ مضمون پڑھکر کہ عزیزی عبد الرحمٰن خاں کو پھر بخار ہوگیا ہے۔ نہایت قلق ہوا۔ خدائے تعالیٰ شفا بخشے۔ اب میں حیران ہوں کہ اس وقت جلد آنے کی نسبت کیا رائے دوں۔ پھر دعا کرنا شروع کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ کب تک یہ ابتلا دور ہو۔ لوگ سخت ہراساں ہورہے ہیں زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ ہر طرف چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے قیامت برپا ہے۔ اب میں کیا کہوں اور کیا رائے دوں۔ سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ اگر خدائے تعالیٰ کے فضل سے بخار اتر گیا ہے۔ اور ڈاکٹر مشورہ دے دے۔ کہ اس قدر سفر میں کوئی حرج نہیں۔ تو بہت احتیاط اور آرام کے لحاظ سے عبد الرحمٰن کو لے آویں۔ مگر بٹالہ سے ڈولی کا انتظام ضرور چاہیئے۔ اس جگہ نہ ناجیور ڈولی بردار ملتا ہے

مسنونہ خدائے تعالیٰ پر توکل کر کے قادیان آ جاویں۔ میں تو دن رات دعا کرتا ہوں۔ اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں۔ کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا۔ کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے۔ اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے۔ اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفکیٹ کے لئے کچھ ڈسکپور اور کسی قدر فینائل لے آویں۔ اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ اپریل ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر (۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں پہونچا۔ پہلے اس سے صرف بہ نظر ظاہر لکھا گیا تھا۔ اب مجھے یہ خیال آیا ہے۔ کہ توکلاً علی اللہ اس ظاہر کو چھوڑ دیں۔ قادیان ابھی تک کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔ ابھی اس وقت جو لکھ رہا ہوں ایک ہندو بیجناتھ نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بہ دیوار ہے۔ چند گھنٹہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوا۔ بہرحال خدائے تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ آپ بخیر وعافیت تشریف لے آویں۔ شب بیداری اور دلی توجہات سے جو عبدالرحمن کے لئے کی گئی میرا دل و دماغ بہت

نہ ڈولی کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ بٹالہ سے کرنا چاہیئے۔ آپ کے گھر میں ہر طرح خیریت ہے۔ ام حبیبہ مرزا خدا بخش کی بیوی برابر آپ کے گھر میں سوتی ہے۔ اور بچے چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ وہ اکثر روتے چیختے رہتے ہیں۔ کوئی عورت نہیں جوان کی حفاظت کرے اس لئے یہ تجویز خیال میں آتی ہے۔ کہ اگر ممکن ہو تو چند روز مرزا خدا بخش آکر اپنے بچوں کو سنبھالیں وہ بالکل ویرانہ حالت میں ہیں۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکرر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فینائل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کو آتا ہے ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دیجاوے گی۔ بعد علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فینائل بھیجدیں۔ اور ڈس انفکٹ کے لئے رسکپور اس قدر بھیجدیں۔ جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔

مکتوب نمبر ۳۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ مجھکو ملا الحمدللہ والمنۃ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے عزیزی عبدالرحمٰن خان کو صحت بخشی۔ گویا نئے سرے زندگی ہوئی ہے اب میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے قادیان میں آجائیں۔ لیکن ڈاکٹر کا مشورہ ضروری ہے۔ کیونکہ مجھے دور بیٹھے۔ معلوم نہیں کہ حالات کیا ہیں۔ اور صحت کس قدر

ہے۔ بظاہر اس سفر میں چنداں تکلیف نہیں۔ کیوں کہ بٹالہ تک تو ریل کا سفر ہے۔ اور پھر بٹالہ سے قادیان تک ڈولی ہو سکتی ہے۔ اور گو ڈولی میں بھی کسی قدر حرکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر آہستہ آہستہ یہ سفر کیا جائے تو بظاہر کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اور قادیان کی آب و ہوا بہ نسبت لاہور کے عمدہ ہے۔ آپ ضرور ڈاکٹر سے مشورہ لے لیں۔ اور پھر ان کے مشورہ کے مطابق بلا توقف قادیان میں چلے آویں۔ باقی اس جگہ زور طاعون کا بہت ہو رہا ہے۔ کل آٹھ آدمی مرے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔ آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر (۳۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
الحمد للہ والمنۃ عزیز عبدالرحمٰن خان صاحب کی طبیعت اب رو بصحت ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ اب میرے نزدیک واللہ اعلم مناسب یہ ہے۔ کہ اگر ڈاکٹر مشورہ دیں۔ تو عبدالرحمٰن کو قادیان میں لے آویں۔ اس میں آب و ہوا کی تبدیلی بھی ہو جائے گی۔ ریل میں تو کچھ سفر کی تکلیف نہیں۔ بٹالہ سے ڈولی کی سواری ہو سکتی ہے۔ بظاہر بات تو یہ عمدہ ہے۔ تفرقہ دور ہو جائیگا اس جگہ قادیان میں آجکل طاعون کا بہت زور ہے۔ اور گرد کے دیہات تو قریبًا

ہلاک ہو چکے ہیں۔ باقی اس جگہ سب خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر (۲۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج کی ڈاک میں آپ کا خط مجھکو ملا۔ اس وقت تک خدا کے فضل وکرم اور جود اور احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثان کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے۔ اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔ غرض ہماری اس طرف بھی کچھ زور طاعون کا شروع ہے بنسبت سابق کچھ آرام ہے۔ میں نے اس خیال سے پہلے لکھا تھا۔ کہ اس گاؤں میں اکثر وہ بچے تلف ہوئے ہیں۔ جو پہلے بیمار یا کمزور تھے۔ اسی خیال نے مجھے اس بات کے لکھنے پر مجبور کیا تھا۔ کہ وہ دو ہفتہ تک ٹھہر جائیں اس وقت تک کہ یہ جوش کم ہو جائے۔ اب اصل بات یہ ہے۔ کہ افسوس طور پر تو کچھ کمی نظر نہیں آتی۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہو گیا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ سخت تفرقہ میں مبتلا ہیں۔ اس وقت یہ خیال آیا کہ بعد استخارہ

ضعیف ہو گیا ہے۔ بسا اوقات آخری دم معلوم ہوتا تھا۔ یہی حقیقت دعا ہے۔ کوئی مرے تا مرنے والے کو زندہ کرے۔ یہی الٰہی قانون ہے۔ سو میں اگرچہ نہایت کمزور ہوں لیکن میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ آپ جب آویں تو پھر چند روز دردانگیز دعاؤں سے فضل الٰہی کو طلب کیا جائے۔ خدائے تعالیٰ صحت اور تندرستی رکھے۔ سو آپ بلا توقف تشریف لے آویں۔ اب میرے کسی اور خط کی انتظار نہ کریں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

مکتوب نمبر (۱۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ سعیدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے آپ کا خط غور سے پڑھ لیا ہے۔ اور جس قدر آپ نے اپنی عوارض لکھی ہیں غور سے معلوم کرلئے ہیں۔ انشاءاللہ صحت ہو جائے گی۔ میں نہ صرف دوا بلکہ آپ کے لئے بہت توجہ سے دعا بھی کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو پوری شفا دے گا۔ یہ تجویز جو شروع ہے۔ آپ کم سے کم چالیس روز تک اس کو انجام دیں۔ اور دوسرے وقت کی دوا میں آپ ناغہ نہ کریں۔ وہ بھی خون صاف کرتی ہے۔ اور دل کی گھبراہٹ کو دور کرتی ہے۔ اور آنکھوں کو بھی مفید ہے۔ مگر آپ بیچ میں ناغہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کل آپ نے دوا نہیں پی۔ ناغہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نیز مصالحہ مرچیں۔ اور لونگ

اور لہسن وغیرہ نہیں کھانا چاہیئے یہ آنکھوں کے لئے بھی مضر ہیں۔

آپ کے لئے یہ غذا چاہیئے۔ انڈا۔ دودھ۔ پلاؤ گوشت ڈال کر۔ گوشت جس میں کچھ سبزی ہے۔ ثقیل یعنی بوجھل چیزوں سے پرہیز چاہیئے بہت میٹھا یعنی شیرینی نہیں کھانی چاہیئے۔ ایک جگہ بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے کچھ حرکت چاہیئے۔ عمدہ ہوا ربیع کی لینی چاہیئے۔ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ اس علاج سے پھنسیاں وغیرہ انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر (۴۲) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط میں نے پڑھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس بات کے معلوم ہونے سے کہ جس قدر بوجہ ہمسائیگی ہمدردی ضروری ہے۔ وہ آپ سے ظہور میں نہیں آئی۔ یعنی والدہ محمود جو قریباً دس ماہ تک تکالیف حمل میں مبتلا رہیں۔ اور جان کے خطرہ سے اللہ تعالیٰ نے بچایا۔ اس حالت میں اخلاق کا تقاضا یہ تھا۔ کہ آپ سب سے زیادہ ایسے موقعہ پر آمد و رفت سے ہمدردی ظاہر کرتے۔ اور اگر وہ موقعہ ہاتھ سے گیا تھا۔ تو عقیقہ کے موقعہ پر برادرانہ تعلق کے طور پر آنا ضروری تھا۔ بلکہ اس موقعہ پر کم تعلق والی عورتیں بھی مبارکباد کے لئے آئیں۔ مگر آپ کی طرف سے ایسا دروازہ بند رہا۔ کہ گویا سخت ناراض ہیں۔ اس سے سمجھا گیا

کہ جب کہ اس درجہ تک آپ ناراض ہیں۔ تو پھر دروازہ کا کھلا رہنا نامناسب ہے۔ ایسے دروازے محض آمدورفت کے لئے ہوتے ہیں۔ اور جب آمدورفت نہیں۔ تو ایسا دروازہ ایسی ٹہنی کی طرح ہے۔ جسکو کبھی کوئی پھل نہ لگتا ہو۔ اسی لئے اس دروازہ کو بند کر دیا گیا لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سخت بیمار رہتے۔ اس وجہ سے آنے سے معذوری ہوئی۔ اس عذر کے معلوم ہونے کے بعد میں نے وہ دروازہ کھلا دیا ہے۔ اور درحقیقت ایسی بیماری جس سے زندگی سے بھی بیزاری ہے۔ خداتعالے شفا بخشے۔ میں نے والدہ محمد کو بھی سمجھایا ہے۔ کہ ایسی سخت بیماری کی حالت میں کیونکر آ سکتے تھے۔ امید ہے کہ جس طرح نواب صاحب سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ بھی اس میں ترقی کریں۔ خدائے تعالے ہر ایک آفت اور بیماری سے بچاوے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ۔

مکتوب نمبر ۱۳۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید عنایت علی صاحب کو اس نوکری کی پرواہ نہیں ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر بار بار لکھنے کے کیا باعث کہ جواب تک نہ دیا۔ اس صورت میں آپ کو

اختیار ہے جس کو چاہیں مقرر کریں۔ اور یہ بھی آپ کی مہربانی تھی۔ ورنہ نوکر
کے معاملہ میں بار بار لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جب کہ وہ خود استعفاء بھیجتا ہے۔ تو آ
حق ترحم ادا کر چکے۔ اس صورت میں اس کی جگہ بھیج سکتے ہیں۔ آپ پر
کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ انتظام
کیا ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت تار کے نہ پہنچنے سے
بہت تفکر اور تردد ہوا۔ خدائے تعالیٰ خاص فضل کر کے شفا بخشے۔ اس
جگہ دور بیٹھے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اصل حالت کیا ہے۔ اگر کوئی

صورت ایسی ہو کہ عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر قادیان آجاویں۔ تو رو برو دیکھنے سے دعا کے لئے ایک خاص جوش پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے اور وہ آپ کے دل کا درد دور کرے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ مارچ ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر ۴۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اس کام میں بالکل دخل نہیں دیتا۔ آپ کا کلی اختیار ہے۔ اس وقت مجھے وہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی ہے۔ انتم اعلم بدنیاکم اور سرمایہ لنگرخانہ کا یہ حال ہے۔ کہ گھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی ایسا دن نہیں گذرا کہ کچھ روپیہ نہیں دیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کا خرچ متفرق ہوتا رہا۔ میرے پاس اس وقت شاید پانچ سو روپیہ کے قریب ہوگا۔ جو لنگرخانہ کے لئے جمع تھے۔ باقی سب خرچ ہو چکا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ابتلا ہے۔ کہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ روپیہ بہت جمع ہوتا ہے۔ اور میرے پاس کچھ نہیں رہتا۔ اگر کوئی ان اخراجات کا ذمہ وار ہو۔ جو ہر ایک پہلو سے ہو رہے ہیں۔ تو وہ اس روپیہ کو اپنے پاس رکھے تو مجھے اس رنج و بلا سے سبکدوشی ہو۔ خواہ نخواہ تفرقہ طبیعت ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اور موجب آزار ٹھیرتا ہے

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبیّ عزیزی اخویم نواب صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اس کو پڑھ کر اس قدر خوشی ہوئی۔ کہ اندازہ سے باہر ہے۔ مجھے اوّل سے معلوم ہے۔ کہ نور محمدؐ کے لڑکے کی شکل اچھی نہیں۔ اور نہ ان لوگوں کی معاشرت اچھی ہے۔ اگر سادات میں سے کوئی لڑکی ہو۔ جو شکل اور عقل میں اچھی ہو۔ تو اس سے کوئی امر بہتر نہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر کسی دوسری شریف قوم میں سے ہو۔ مگر سب سے اول اس کے لئے کوشش چاہیئے۔ اور جہانتک ممکن ہو جلد ہونا چاہیئے اگر ایسا ظہور میں آگیا تو مولوی صاحب کے تعلقات کوٹلہ سے پختہ ہو جائیں گے۔ اور اکثر وہاں رہنے کا بھی اتفاق ہوگا۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اور چند ہفتہ میں یہ مبارک کام ظہور میں آئیں تو کیا تعجب ہے کہ یہ عاجز بھی اس کار خیر میں مولوی صاحب کے ساتھ کوٹلہ میں آوے۔ سب امر اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ امید کہ پوری طرح آنمحب کوشش فرماویں۔ کیونکہ یہ کام ہونا نہایت مبارک امر ہے۔ خدائے تعالےٰ پوری کردیوے۔ آمین ثم آمین۔

اس عاجز نے دوسو روپیہ آنمحب سے طلب کیا ہے۔ اینٹوں کی قیمت اور معماروں کی اجرت میں

برسات اب سرپر ہے۔ اگر اس وقت تکلیف فرما کر ارسال فرماویں۔ تو اس غم سے کہ ناگہانی طور پر میرے سرپر آگیا ہے مجھے نجات ہوگی۔ مجھے ایسی عمارات سے طبعاً کراہت اور سخت کراہت ہے۔ اگر آپ کی نیت درمیان نہ ہوتی۔ تو میں کجا اور ایسے بیہودہ کام کجا۔ آپ کی نیت نے یہ کام شروع کرایا۔ مگر افسوس اس وقت تک یہ بیکار ہے۔ جب تک کہ اوپر کی عمارت نہ ہو۔ عمارت کے وقت تو یہ شعر نصب العین رہتا ہے ؎

عمارت درسرائے دیگر انداز　　٭　　کہ دنیا را اساسے نیست محکم

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۱۸۹۶ء

مکتوب نمبر ۴۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ خدائے تعالےٰ آپ کو ان مشکلات سے نجات دے۔ علاوہ اور باتوں کے میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جس حالت میں شدت گرمی کا موسم ہے۔ اور بباعث قلت برسات یہ موسم اپنی طبعی حالت پر نہیں۔ اور آپ کی طبیعت پر سلسلہ اعراض اور امراض کا چلا جاتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ درحقیقت بہت کمزور اور نحیف ہو رہے ہیں۔ اور جگر بھی کمزور ہے۔ عمدہ خون بکثرت پیدا نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت

میں آپ کا شدائد سفر تحمل کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیوں اور کیا وجہ کہ آپ کے چھوٹے بھائی سردار ذوالفقار علی خاں صاحب جو صحیح اور تندرست ہیں۔ ان تکالیف کا تحمل نہ کریں۔ اگر موسم سرما ہوتا۔ تو کچھ مضائقہ بھی نہ تھا مگر یہ موسم آپ کے مزاج کے نہایت ناموافق ہے۔ جو مشکلات پیش آئی ہیں وہ بے صبری اور بیجا شتاب کاری سے دور نہیں ہو سکتیں۔ صبر اور متانت اور آہستگی اور ہوشمندی سے ان کا علاج طلب کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اس خطرناک موسم میں سفر کریں۔ اور خدانخواستہ کسی بیماری میں مبتلا ہو کر موجب شماتت اعدا ہوں۔ پہلے سفر میں کیسی کیسی حیرانی پیش آئی تھی۔ اور لڑکے کے بیمار ہونے سے کس قدر مصائب کا سامنا پیش آ گیا تھا۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ کمشنر کے پاس آپ ہی جائیں۔ اور دوسری کوئی تدبیر نہیں۔ غرض میری بھی یہی رائے ہے۔ کہ یہ کاروبار آپ پر ہی موقوف ہے۔ تو اگست اور ستمبر تک التوا کیا جائے۔ اور اگر ابھی ضروری ہے۔ تو آپ کے بھائی یہ کام کریں۔ ڈرتا ہوں کہ آپ بیمار نہ ہو جائیں۔ خط واپس ہے۔ اس وقت مجھے بہت سردرد ہے۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

مکتوب نمبر ۴۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
میں نے آپ کے تمام خطوط مرسلہ پڑھ لئے۔ میرے نزدیک اب کفایت
شعاری کے اصول کی رعایت رکھنا ضروریات سے ہے۔ اس لئے اب جواب
کافی ہے۔ یعنی نسبت میر عنایت علی کہ چونکہ وقت پردہ حاضر نہیں ہو سکے
اس لئے بالفعل گنجائش نہیں۔ اور آئندہ اگر گنجائش ہوئی۔ تو اطلاع
دے سکتے ہیں۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کے خواہرزادے چونکہ بباعث
کمی استعداد تعلیم پانے کے لائق نہیں۔ ان کو بہ توقف رخصت کرنا بہتر
ہے۔ ناحق کی زیر باری کی کیا ضرورت ہے۔ اور افسوس کہ جس قدر آپ
نے اپنے کاروبار میں تخفیف کی ہے۔ ابھی وہ قابل تعریف نہیں۔ شاید کسی
وقت پھر نظر ثانی کریں۔ تو اور تخفیف کی صورتیں پیدا ہو جائیں۔ اور دعا تو
کی جاتی ہے۔ مگر وقت پر ظہور اثر موقوف ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ تکالیف
سے آپ کو نجات بخشے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵ ملفوف

(اصل خط نواب صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

التجا ہے۔ کہ بعد ملاحظہ کل عریضہ حکم مناسب سے مطلع فرمایا جاوے

٭ یہ خط نواب صاحب کا ہے جس کے جواب میں مکتوب نمبر ۴۹ لکھا گیا ہے۔ (عرفانی)

سیدی و مولائی الطبیب روحانی سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مجھ کو جب کسی ملازم کو موقوف کرنا پڑتا ہے - تو مجھ کو بڑی کشمکش و پیچ ہوتی ہے
اور دل بہت گڑھتا ہے - اس وقت بھی مجھکو دو ملازموں کو برخاست کرنے
کی ضرورت پیش آئی ہے - ایک قدرت اللہ خاں صاحب - اور دوسرے
عنایت علی صاحب - یہ دونوں صاحب احمدی بھی ہیں - اس سے اور بھی
طبیعت میں پیچ و تاب ہے - میرا جی نہیں چاہتا - کہ کوئی لائق آدمی ہو - اور
اس کو بلاقصور موقوف کر دوں - اب وقت یہ پیش آئی ہے - کہ سید عنایت
علی کوئی پانچ سال سے میرے ہاں ملازم ہیں - مگر کام کی حالت ان کی اچھی
نہیں - اتنک جس کام پر ان کو میں نے لگایا ہے - اس کی سمجھ اب تک ان کو نہیں آئی - اور
انہوں نے کوئی ترقی نہیں کی - اور میرے جیسے محدود آمدنی کے لئے ایسے
ملازم کی ضرورت ہے - کہ جو کئی کئی کام کر سکے - وہ اپنا مفوضہ کام پوری طرح
نہیں چلا سکتے - ہاں اس میں شک نہیں کہ نیک اور دیانت دار ہیں - مگر کام
کے لحاظ سے بالکل نادار ہیں - اور اس پانچ سال کے تجربہ نے مجھے اس
نتیجہ پر پہونچا دیا ہے - کہ میں ان کو علیحدہ کر دوں - یہ میری سال گذشتہ
سے منشاء تھی - مگر محض اس سبب سے کہ وہ نیک ہیں - دیانت دار
ہیں اور احمدی ہیں میں رُکا تھا - مگر اب میں دیکھتا ہوں - کہ جو فائدہ ان کی
دیانت سے ہے - اس سے زیادہ نقصان ان کی عدم واقفیت کام سے ہوتا
ہے - پس اب میں نہایت ہی متردد ہوں - کہ ان کو موقوف کر دوں - کہ
نہیں - کاش وہ میرا کام چلا سکتے - تو بہت اچھا ہوتا - ایک وقت

ہے۔ کہ میں نے ان سے مختلف صیغوں میں کام لیا۔ مگر وہ ہر جگہ ناقابل ہی ثابت ہوئے۔

مکتوب نمبر ۱۵ ملفوف

(نواب صاحب کا خط)

سیدی مولائی مکرمی معظمی طبیب روحانی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم۔ جو رنج اور قلق اس واقعہ سے ہے جو ہماری بدقسمتی اور بے سمجھی سے پیش آیا ہے۔ یعنی میرے گھر کے حضور کی علالت کے موقعہ پر حاضر نہیں ہوئے۔ اب اس کے وجوہات کچھ بھی ہوں۔ ہم کو اپنے قصور کا اعتراف ہے ہم اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اب تک جو معافی قصور کے لئے درخواست کرنے میں دیر ہوئی۔ وہ میرے گھر کے لوگوں کو بہ سبب ایسے واقعات کے کبھی پیش نہ آنے کی وجہ سے اور زیادہ حجاب واقع ہوگیا۔ اور اُن کو شرم ہر ایک سے آنے لگی میں اب تک خاموش رہا۔ کہ جب تک اس جھوٹی شرم سے خود ہی باز نہ آئیں گے۔ جب تک میں خاموش رہوں۔ تاکہ دل سے ان کو یہ اثر محسوس ہو۔ اور خود دل سے معافی چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک پرچہ اپنے حال کا لفافہ میں رکھ بھیجا ہے۔ تاکہ حضور کی خدمت میں پیش کروں پس اب عرض ہے۔ بقول برما منگر بکرم خویش نگر از خوردان خطا و از بزرگان عطا۔ آپ میری بیوی کا یہ قصور معاف

فرماویں

(راقم محمد علی خاں)

حضرت اقدس کا مکتوب

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جو کچھ میں نے رنج ظاہر کیا تھا۔ وہ درحقیقت ایسا ہی تھا۔ جیساکہ باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے۔ چونکہ میں تربیت کے لئے مامور ہوں۔ سو میری فطرت میں داخل کیا گیا ہے۔ کہ میں ایک معلم ناصح اور شفیق مربی کی طرح اصلاح کی غرض سے کبھی رنج بھی ظاہر کروں۔ اور خطا کو معاف نہ کرنا خود عیب میں داخل ہے۔ اس لئے میں پورے دل کی صفائی سے اس خطا کو معاف کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو اپنے فضل سے سچی پاکیزگی اور سچی دینداری سے پورے طور پر متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین اور اپنی محبت اور اپنے دین کی الفت عطا فرمائے۔ آمین والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب نمبر ۵۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل کی ڈاک میں آں محب کا عنایت نامہ

مجھکو ملا۔ آپ کی محبت اور اخلاص اور ہمدردی میں کچھ شک نہیں۔ ہاں میں ایک استاد کی طرح جو شاگردوں کی ترقی چاہتا ہے۔ آئندہ کی زیادہ قوت کے لئے اپنے مخلصوں کے حق میں ایسے الفاظ بھی استعمال کرتا ہوں۔ جن سے وہ متنبہ ہوکر اپنی اعلےٰ سے اعلیٰ قوتیں ظاہر کریں۔ اور دعا بھی کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی کمزوریاں دور فرماوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس دنیا کا تمام کاروبار اور اس کی نمائش اور عزتیں حباب کی طرح ہیں۔ اور نہایت سعادتمندی اسی میں ہے۔ کہ پورے جوش سے اور پوری صحت کے ساتھ دین کی طرف حرکت کی جائے۔ اور میرے نزدیک بڑے خوش نصیب وہ ہیں۔ کہ اس وقت اور میری آنکھوں کے سامنے دکھ اٹھاکر اپنے سچے ایمان کے جوش دکھاویں۔ مجھے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس زمانہ کے لئے تجھے گواہ کی طرح کھڑا کروں گا۔ پس کیا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے بارے میں اچھی گواہی ادا کرسکوں۔ اس لئے میں باربار کہتا ہوں۔ کہ خدا کا خوف بہت دل میں بڑھالیا جائے۔ تا اس کی رحمتیں نازل ہوں۔ اور تا وہ گناہ بخشے۔ آپ کے دو خط آنے کے بعد ہمارے اس جگہ کے دوستوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ کہ جو زنانہ گھر کے حصہ مغربی کے مکانات کچے اور دیوار کچی ہے۔ اس کو مسمار کرکے اس کی چھت پر مردانہ مکان تیار ہوجائے۔ اور نیچے کا مکان بدستور گھر سے شامل رہے۔ چنانچہ حکمت الٰہی سے یہ غلطی ہوگئی۔ کہ وہ کل مکان مسمار کردیا گیا۔ اب حال یہ ہے کہ مردانہ

مکان تو صرف اوپر تیار ہو سکتا ہے۔ اور زنانہ مکان جو تمام گرایا گیا ہے اگر نہایت ہی احتیاط اور کفایت سے اس کو بنایا جاوے۔ تو شاید ہے۔ کہ آٹھ سو روپیہ تک بن سکے۔ کیونکہ اس جگہ اینٹ پر دوہری قیمت خرچ ہوتی ہے۔ اور مجھے یقین نہیں کہ چار سو روپیہ کی لکڑی اگر بھی کام ہو سکے۔ بہرحال یہ پہلی منزل اگر تیار ہو جائے تو بھی بیکار رہے۔ جب تک دوسری منزل اس پر نہ پڑے۔ کیوں کہ مردانہ مکان اسی چھت پر پڑ گیا۔ اور چونکہ ایک حصہ مکان گرنے سے گھر بے پردہ ہو رہا ہے اور آج کل ہندو بھی قتل وغیرہ کے لئے بہت کچھ اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کنوئیں کے چندہ میں سے عمارت کو شروع کرا دیا ہے۔ تا جلد پردہ ہو جائے۔ اگر اس قدر پکا مکان بن جاوے۔ جو پہلے کچا تھا تو شاید آئندہ کسی سال اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو اوپر کا مردانہ حصہ بن سکے۔ افسوس کہ لکڑی چھت کی محض بیکار نکلی۔ اور ایسی بوسیدہ کہ اب جلانے کے کام میں آتی ہے۔ لہٰذا قریباً چار سو روپیہ کی لکڑی چھت وغیرہ کے لئے درکار ہو گی۔ خدائے تعالےٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ اگر اس نے چاہا ہے۔ تو کسی طرح سے انجام کر دے گا۔ یقین کہ مولوی صاحب کا علیحدہ خط آپ کو پہنچے گا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ
۶ اپریل ۱۸۹۶ء

مکتوب نمبر ۵۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ قادیان میں تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ آج میاں محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر کا لڑکا جاں بلب ہے۔ نمونیا پلیگ ہے۔ آخری دم معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف آہ وزاری ہے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ ایسی صورت میں میرے نزدیک بہت مناسب ہے۔ کہ آپ آخیر اپریل ۱۹۰۵ء تک ہرگز تشریف نہ لاویں۔ دنیا پر ایک تلوار چل رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ رحم فرماوے۔ باقی خدائے تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

مکتوب نمبر ۵۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آج مولوی مبارک علی صاحب جن کی نسبت آپ نے برخاستگی کی تجویز کی تھی۔ حاضر گئے ہیں۔ چونکہ وہ میرے استاد زادہ ہیں۔ اور مولوی فضل احمد صاحب مرحوم بزرگوار ان کے جو

بہت نیک اور بزرگ آدمی تھے۔ ان کے میرے پر حقوق استادی ہیں۔ میری
رائے ہے کہ اب کی دفعہ آپ ان کی لمبی رخصت پر اغماض فرماویں۔ کیونکہ
وہ رخصت بھی چونکہ کمیٹی کی منظوری سے تھی کچھ قابل اعتراض نہیں۔ ماسوا
اس کے چونکہ وہ واقعہ (میں) ہم پر ایک حق رکھتے ہیں۔ اور عفو اور کرم
سیرت ابرار میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واعفوا واصفحو
الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم۔ یعنی عفو اور درگذ
کی عادت ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ خدا بھی تمہاری تقصیر معاف کرے
اور خدا تو غفور رحیم ہے۔ پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے۔ اس بنا پر ان کا
یہ معاملہ درگذر کے لائق ہے۔ اسلام میں یہ اخلاق ہرگز نہیں سکھلا
گئے۔ ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں۔ اور ان سے خدا
ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ماسوا اس کے چونکہ میں ایک مدت سے
آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ان کے
گناہ معاف کرتا ہوں۔ جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں۔ اور یہی میرا
تجربہ ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں
سنگ راہ ہو۔ ایک جگہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص فوت
ہو گیا۔ جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے۔ اس کو کسی نے خواب میں دیکھا
کہ خدائے تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ
خدائے تعالےٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی
کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا اس لئے میں تیرے

گناہ معاف کرتا ہوں۔ سو میری صلاح یہی ہے۔ کہ آپ اس امر سے درگذر کرو تا آپ کو خدائے تعالیٰ کی جناب میں درگذر کرانے کا موقعہ ملے اسلامی اصول انہی باتوں کو چاہتے ہیں۔ دراصل ہماری جماعت کے ہمارے عزیز دوست جو خدمت مدرسہ پر لگائے گئے ہیں وہ ان طالب علم لڑکوں سے ہمیں زیادہ عزیز ہیں جن کی نسبت ابھی تک معلوم نہیں۔ کہ نیک معاش ہوں گے یا بدمعاش۔

یہ سچ ہے کہ آپ تمام اختیارات رکھتے ہیں۔ مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے۔ اختیارات سے کام چلانا نازک امر ہے۔ اس لئے خلفاء راشدین نے اپنے خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو سچے دل سے اپنے ساتھ رکھا تا اگر خطا بھی ہو تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ایسے وقت آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ کہ میں دعا میں مشغول ہوں۔ اور امیدوار رحمت ایزدی حالات کے معلوم کرنے سے میری بھی یہی رائے ہے۔ کہ ایسی حالت میں قادیان

میں لانا مناسب نہیں۔ امید کہ انشاءاللہ تعالےٰ جلد وہ دن آئے گا کہ بآسانی سواری کے لائق ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس وقت عزیزی عبدالرحمٰن ڈاکٹروں کی رائے سے ریل کی سواری کے لائق ہو جائیں۔ تو بٹالہ میں پہونچ کر ڈولی کا انتظام کیا جائے۔ کیونکہ یکہ وراستہ وغیرہ ضعف کی حالت میں ہرگز سواری کے لائق نہیں ہیں۔ میں خدائے تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے بہت توجہ سے دعا کرتا رہوں گا۔

اوقاتِ دعا

دو خاص وقت ہیں (۱) وقت تہجد (۲) اشراق ماسوا اس کے پنج وقت نماز میں انشاءاللہ دعا کروں گا۔ اور جہانتک ہو سکے آپ تازہ حالات سے ہر روز مجھے اطلاع دیتے رہیں۔ کیونکہ اگرچہ اسباب کی رعایت بھی ضروری ہے۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ اسباب بھی تب ہی درست اور طبیب کو بھی تب ہی سیدھی راہ ملتی ہے۔ جب کہ خدائے تعالےٰ کا ارادہ ہو۔ اور انسان کے لئے بجز دعا کے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ جو خدائے تعالےٰ کے ارادہ کو انسان کی مرضی کے موافق کردے ایک دعا ہی ہے کہ اگر کمال تک پہونچ جائے تو ایک مردہ کی طرح انسان اس سے زندہ ہو سکتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ دعا کمال کو پہونچ جائے وہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ یہی کیمیا ہے اگر اپنے تمام شرائط کے ساتھ متحقق ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ کا جن لوگوں پر فضل ہے۔ اور جو لوگ اصطفا اور اجتبا کے درجہ تک پہونچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ان کو نہیں دی گئی کہ اکثر دعائیں ان کی

قبول ہو جائیں۔ کو مشیت الہی نے یہ قانون رکھا ہے۔ کہ بعض دعائیں مقبولوں کی بھی قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن جب دعا کمال کے نقطہ تک پہنچ جاتی ہے۔ جس کا پہونچانا محض خدائے تعالے کے اختیار میں ہے۔ وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ یہ کبریت احمر ہے جس کا وجود قلیل ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہٗ۔ از قادیان

مکتوب نمبر ۵۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپ نے مجھکو لکھا ہے اس سے مجھے بکلی اتفاق ہے۔ میں نے مفتی محمدؐ صادق صاحب کو کہدیا ہے۔ کہ آپ کے منشا کے مطابق جواب لکھدیں۔ اور آپ ہی کی خدمت میں بھیج دیں۔ آپ پڑھکر اور پسند فرما کر روانہ کردیں۔ ہاں ایک بات میرے نزدیک ضروری ہے۔ گو آپ کی طبیعت اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ دو چار ماہ کے بعد کمشنر صاحب وغیرہ حکام کو آپ کا ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض شکی مزاج حکام کو جو اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں ہمارے فرقہ پر سوء ظن ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی بھی حکام کو نہیں

ملنا۔ اور مخالف ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ پس جس حالت میں آپ جاگیردار ہیں اور حکام کو معلوم ہے۔ کہ آپ اس فرقہ میں شامل ہیں اس لئے ترک ملاقات سے اندیشہ ہے۔ کہ حکام کے دل میں یہ بات مرکوز نہ ہو جائے۔ کہ یہ فرقہ اس گورنمنٹ سے بغض رکھتا ہے۔ گو یہ غلطی ہوگی۔ اور کسی وقت رفع ہو سکتی ہے۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ میں انشاءاللہ القدیر بروز جمعرات قادیان سے روانہ ہونگا والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ خاکسار بباعث کثرت پیشاب اور دوران سر اور دوسرے عوارض کے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ ضعف بہت ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہر روز دو وقت یعنی ظہر اور عصر کے گھر میں نماز پڑھتا ہوں۔ آپ کے خط میں جس قدر تردوات کا تذکرہ تھا پڑھ کر اور بھی دعا کے لئے جوش پیدا ہوا۔ میں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ پنج وقت نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور میں بہ یقین دل جانتا ہوں کہ یہ دعائیں بیکار نہیں

جائیں گی۔ ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں۔ اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے جو ابتلاؤں سے خالی ہو۔ ابتلاؤں سے آخر خدائے تعالے کا پتہ لگ جاتا ہے۔ حوادث دہر کا تجربہ ہو جاتا ہے۔ اور صبر کے ذریعے سے اجر عظیم ملتا ہے۔ اگر انسان کو خدائے تعالے کی ہستی پر ایمان ہے۔ تو اس پر بھی ایمان ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ قادر خدا بلاؤں کے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ میرے خیال میں اگرچہ وہ تلخ زندگی جس کے قدم قدم میں خارستان مصائب و حوادث و مشکلات ہے۔ بسا اوقات ایسی گراں گذرتی ہے۔ کہ انسان خودکشی کا ارادہ کرتا ہے۔ یا دل میں کہتا ہے کہ اگر میں اس سے پہلے مرجاتا تو بہتر تھا۔ مگر درحقیقت وہی زندگی قدر تاً ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے سچا اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے۔ ایمان ایوبؑ نبی کی طرح چاہیئے۔ کہ جب اس کی سب اولاد مرگئی اور تمام مال جاتا رہا۔ تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ

میں ننگا آیا اور ننگا جاؤں گا۔

پس اگر دیکھیں تو یہ مال اور متاع جو انسان کو حاصل ہوتا ہے صرف خدا کی آزمائش ہے۔ اگر انسان ابتلا کے وقت خدائے تعالے کا دامن نہ چھوڑے۔ تو ضرور وہ اس کی دستگیری کرتا ہے۔ خداتعالیٰ درحقیقت موجود ہے۔ اور درحقیقت وہ ایک مقرر وقت پر دعا قبول کرلیتا ہے۔ اور سیلاب ہموم و غموم سے رہائی بخشتا ہے۔ پس قوی ایمان کے ساتھ اس پر

بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ وہ دن آتا ہے کہ یہ تمام ہموم و غموم صرف ایک گذشتہ قصہ ہو جائیگا۔ آپ جب تک مناسب سمجھیں لاہور میں رہیں۔ خدائے تعالیٰ جلد ان مشکلات سے رہائی بخشے۔ آمین۔

اپیل مقدمہ جرمانہ دائر کیا گیا ہے۔ مگر حکام نے مستغیث کی طرف سے۔ یعنی کرم دین کی مدد کے لیے سرکاری وکیل مقرر کر دیا ہے۔ یہ امر بھی اپیل میں ہمارے لئے بظاہر ایک مشکل کا سامنا ہے۔ کیونکہ دشمن کو وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں وہ بہت خوش ہو گا۔ اور اس کو بھی اپنی فتح سمجھے گا۔ ہر طرف دشمنوں کا زور ہے۔ خون کے پیاسے ہیں۔ مگر وہی ہوگا جو خواستہ ایزدی ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء

مکتوب نمبر ۵۸ دستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

رات مجھے مولوی صاحب نے خبر دی کہ آپ کی طبیعت بہت بیمار تھی تب میں نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا رہا۔ چند روز ایک دینی کام کے لئے اس قدر

نوٹ:۔ یہ مکتوب حضرت نواب صاحب قبلہ کے ایک خط کے جواب میں ہے جو حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم مجھ کو اس دفعہ نزلہ

مجھے مشغولی رہی کہ تین راتیں میں جاگتا رہا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو شفاء بخشے۔
میں دعا میں مشغول ہوں۔ اور بیماری مومن کے لئے کفارہ گناہ ہوتا ہے۔
اللہ تعالےٰ شفاء بخشے آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) کچھ عجیب طرح کا ہوا ہے۔ بالکل بخار کی سی کیفیت رہتی ہے۔ پہلے زکام ہوا۔ اس میں سوزش تو کسی قدر کم تھی مگر ضعف اس میں بھی تھا۔ سر میں غبار اس سے ذرا افاقہ ہوا۔ میں نے سمجھا کہ اب آرام ہو گیا۔ مگر اسی روز کھانسی ہو گئی۔ اب سینہ میں جس طرح چھری سے کھرچتے ہیں۔ اس طرح خراش ہو رہی ہے۔ اور سر میں بدن میں کسل۔ کمر میں درد ہو گیا۔ چونکہ قبض بھی رہتی ہے۔ اس لئے سر میں غبار رہتا ہے۔ کل ذرا طبیعت بحال ہوئی تھی۔ مگر آج کچھ باقی استدعائے دعا۔

(راقم محمد علی خاں)

مکتوب نمبر ۵۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
تمام خط میں نے پڑھا۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ اس

بنا پر تھا کہ نور محمدؐ کی بیوی نے میرے پاس بیان گیا۔ کہ نواب صاحب میرے خاوند کو یہ تنخواہ چار روپیہ ماہوار کوٹلہ میں بھیجتے ہیں۔ اور اس جگہ چھ روپیہ تنخواہ تھی اور ردی بھی ساتھ تھی۔ اب ہماری تباہی کے دن ہیں اس لیئے ہم کیا کریں۔ یہ کہہ کر وہ رو پڑی۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ اس تنزل تبدیلی کی کوئی اسباب ہوں گے۔ اور کوئی ان کا قصور ہوگا۔ مگر مجھے خیال آیا کہ ایک طرف تو میں نواب صاحب کے لیئے پنج وقت نماز میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالےٰ ان کی پریشانی دور کرے۔ اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شکایت ہے کہ ہم اب اس حکم سے تباہ ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں میری دعا کیا اثر کرے گی۔ گو یہ سچ ہے کہ خدمت گار کم حوصلہ اور احسان فراموش ہوتے ہیں۔ مگر بڑے لوگوں کے بڑے حوصلے ہوتے ہیں۔ بعض وقت خدائے تعالےٰ اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ کسی غریب نادار خدمت گار نے کوئی قصور کیا ہے۔ اور یہ دیکھتا ہے کہ صاحب دولت نے کیوں ایسی حرکت کی کہ اس کی شکر گذاری کے برخلاف ہے۔ اس لیئے میں نے آپ کو ان کی دلی رنجش کے برے اثر سے بچانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو لکھا تھا۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ اکثر خدمتگار اپنے قصور پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور یوں ہی واویلا کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے مہمان کے طور پر اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔ تا کوئی امر ایسا نہ ہو کہ جو میری دعاؤں کی قبولیت میں حرج ڈالے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ارحموا فی الارض

ترحموا فی السماء زمین میں رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو بشکل یہ ہے کہ امراء کے قواعد انتظام قائم رکھنے کے لئے اور ہیں۔ اور وہاں آسمان پہ کچھ اور چاہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶ دستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اشتہار کے بارے میں جو مدرسہ کے متعلق لکھا ہے۔ چند دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ لکھوں اور ایک دفعہ یہ مانع اس میں آیا کہ دو حال سے خالی نہیں۔ کہ یا تو یہ لکھا جائے کہ جس قدر مدد کا لنگر خانہ کی نسبت ارادہ کیا جاتا ہے۔ اسی رقم میں سے مدرسہ کی نسبت ثلث یا نصف ہونا چاہیئے۔ تو اس میں یہ قباحت ہے کہ ممکن ہے اس انتظام سے دونوں میں خرابی پیدا ہو۔ یعنی نہ تو مدرسہ کا کام پورا ہو اور نہ لنگر خانہ کا۔ جیسا کہ دو روٹیاں دو آدمیوں کو دی جائیں تو دونوں بھوکے رہیں گے۔ اور اگر چندہ دینے والے۔ صاحبوں پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ علاوہ اس چندہ کے وہ مدرسہ کے لئے ایک چندہ دیں۔ تو ممکن ہے کہ ان کو ابتلا پیش آوے۔ اور وہ اس تکلیف کو فوق الطاقت تکلیف سمجھیں۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ بہتر ہے کہ مارچ اور اپریل دو مہینے امتحان کیا جائے کہ اس تحریک کے بعد جو لنگر خانہ کے لئے کی گئی ہے۔

کیا کچھ ان دو مہینوں میں آتا ہے۔ بس اگر اس قدر روپیہ آگیا جو لنگر خانہ کے
تخمینی خرچ سے بچت نکل آئے تو وہ روپیہ مدرسہ کے لئے ہوگا۔ میرے
نزدیک ان دو ماہ کے امتحان سے ہمیں تجربہ ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ انتظام
کیا گیا ہے۔ کس قدر اس سے کامیابی کی امید ہے۔ اگر مثلاً ہزار روپیہ ماہوار
چندہ کا بند و بست ہو گیا۔ تو آٹھ سو روپیہ لنگر خانہ کے لئے نکال کر دو سو روپیہ
ماہوار مدرسہ کے لئے نکل آئیگا۔ یہ تجویز خوب معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک روپیہ
جو ایک رجسٹر میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر دو ماہ بعد سب حقیقت معلوم
ہو جائے۔

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اس جگہ آکر چند روز بیمار رہا۔ آج بھی بائیں
آنکھ میں درد ہے۔ باہر نہیں جا سکا۔ ارادہ تھا کہ اس شہر کے مختلف فرقوں کو
سنانے کے لئے کچھ مضمون لکھوں۔ ڈرتا ہوں کہ آنکھ کا جوش زیادہ نہ ہو جائے
خدائے تعالےٰ فضل کرے۔

مرزا خدا بخش کی نسبت ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ گو ہر شخص
اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے۔ مگر میں محض آپ کی ہمدردی کی وجہ سے لکھتا ہوں۔

کہ مرزا خدا بخش آپ کا سچا ہمدرد اور قابل قدر ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ اپنی کمینہ اغراض کی وجہ سے یا حسد سے یا محض سفلہ پن کی عادت سے بڑے آدمیوں کے پاس اُن کے ماتحتوں کی شکایت کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کی نسبت خلاف واقعہ باتیں کر کے آپ کو ان پر ناراض کیا ہے۔ گویا انہوں نے میرے پاس آپ کی شکایت کی ہے۔ اور آپ کی کسر شان کی غرض سے کچھ الفاظ کہے ہیں مجھے اس امر سے سخت ناراضگی حاصل ہوئی۔ اور عجیب یہ کہ آپ نے ان پر اعتبار کر لیا ایسے لوگ دراصل بدخواہ ہیں نہ کہ مفید۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ مرزا خدا بخش کے منہ سے ایک لفظ بھی خلاف شان آپ کے نہیں نکلا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بیچارہ دل وجان سے آپ کا خیر خواہ ہے۔ اور غائبانہ دعا کرتا ہے اور مجھ سے ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی تاکید کرتا رہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آپ کے ساتھ ہو۔ رہی یہ بات کہ مرزا خدا بخش ایک بیکار ہے۔ یا آجتک اس سے کوئی کام نہیں ہو سکا۔ یہ قضاؤ قدر کا معاملہ ہے انسان اپنے لئے خود کوشش کرتا ہے۔ اور اگر بہتری مقدر نہ ہو تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسانوں کے لئے جو ایک بڑا حصہ عمر کا خدمت میں کھو چکے ہیں۔ اور پیرانہ سالی تک پہونچ گئے ہوں۔ میرا تو یہی اصول ہے۔ کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ مگر ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیا رکھتا ہے

وہ نہیں ملتا۔ ایسے انسانوں کے لئے شاہان گذشتہ بھی دست افسوس ملتے رہے ہیں۔ اگر آپ ایسے شخص کی محض کسی وجہ سے بے قدری کریں۔ تو میری رائے میں ایک غلطی کریں گے۔ یہ میری رائے ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اور آپ ہر ایک غائبانہ بد ذکر کرنے والوں سے بھی چوکس رہیں۔ کہ حاسدوں کا وجود دنیا میں ہمیشہ بکثرت ہے۔

والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکرر یاد دلاتا ہوں کہ میرے کہنے سے مرزا خدا بخش چندروز کے لئے لاہور میرے ساتھ آئے تھے۔

مکتوب نمبر ۶۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ امۃ الحمید بیگم زاد عمرہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ میں نے اول سے آخر تک اس کو پڑھ لیا ہے۔ یاد رہے کہ میں آپ کی نسبت کسی قسم کی بات نہیں سنتا۔ ہاں مجھے یہ خیال ضرور ہوتا ہے۔ کہ جن کو ہم عزیز سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا میں ان کی بھلائی ہو۔ ان کی نسبت ہمیں یہ جوش ہوتا ہے۔ کہ کوئی غلطی ان میں ایسی نہ ہو۔ جو خدائے تعالیٰ کے سامنے گناہ ہو۔ یا جس میں ایمان کا خطرہ ہو۔ اور جس قدر کسی سے میری محبت ہوتی ہے اسی قدر